دعوتِ اسلامی کے شب و روز

فرمانِ مولا علی رضی اللہ عنہ: دلوں کو (مزاح کے ساتھ) راحت دو، جس طرح جسم تھک جاتے ہیں اِس طرح دل بھی تھک جاتے ہیں۔ (اخبار الحمقیٰ والمغفلین، صفحہ: 15 ملتقطاً)

﴿دلوں کو راحت اور فرحت بخشنے والا، عجیب و غریب لطائف، دلچسپ حکایات، ہنسی مزاح سے بھرپور واقعات پر مشتمل، اردو زبان میں اپنے موضوع کا احاطہ کرتا تحقیقی رسالہ﴾

اَلْفَرَحُ وَالْمِزَاحُ

یعنی

ہنسی مزاح اور مسکراہٹیں

پیشکش:
المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)
Islamic Research Center
شعبہ دعوتِ اسلامی کے شب و روز

کتاب پڑھنے کی دعا

دینی کتاب یا اسلامی سبق پڑھنے سے پہلے ذیل میں دی ہوئی دعا پڑھ لیجئے

ان شاءاللہ جو کچھ پڑھیں گے یاد رہے گا۔ دعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ عَلَیْنَا حِکْمَتَکَ وَانْشُرْ
عَلَیْنَا رَحْمَتَکَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَام

(المستطرف، ج1، ص40 دارالفکر بیروت)

(اول آخر ایک بار درود شریف پڑھ لیجئے)

نام رسالہ	:	اَلْفَرَحُ وَالْمِزَاحُ (ہنسی مزاح اور مسکراہٹیں)
تصنیف	:	ابو معاویہ مولانا مرزا عرفان عطاری مدنی
صفحات	:	116
اشاعتِ اول	:	جمادی الاولیٰ 1447ھ، اکتوبر 2025ء
پیش کش	:	شعبہ دعوتِ اسلامی کے شب و روز، المدینۃ العلمیۃ (اسلامک ریسرچ سینٹر، دعوتِ اسلامی)

news.dawateislami.net

دعوت اسلامی کے شب و روز

For More Updates

news.dawateislami.net

فرمانِ مولا علی رضی اللہ عنہ: دلوں کو (مزاح کے ساتھ) راحت دو، جس طرح جسم تھک جاتے ہیں اِس طرح دل بھی تھک جاتے ہیں۔ (اخبار الحمقیٰ والمغفلین، صفحہ: 15 ملتقطاً)

﴿دلوں کو راحت اور فرحت بخشنے والا، عجیب و غریب لطائف، دلچسپ حکایات، ہنسی مزاح سے بھرپور واقعات پر مشتمل، اردو زبان میں اپنے موضوع کا احاطہ کرتا تحقیقی رسالہ﴾

اَلْفَرَحُ وَالْمِزَاحُ

یعنی

ہنسی مزاح اور مسکراہٹیں

تصنیف و تالیف

ابو معاویہ مرزا عرفان عطاری مدنی عفی عنہ

فاضل مرکزی جامعۃ المدینہ فیضان مدینہ فیصل آباد

محرر اسلامک ریسرچ سنٹر فیصل آباد

www.dawateislami.net

فہرست

انتساب 10
مقدمہ 11
پہلا باب: مزاح کی تعریف اور اس کے متعلقات کے بارے میں . 15
پہلی فصل: مزاح کی تعریف اور اس کے متعلقات 16
مزاح کی تعریف 16
مزاح کا شرعی حکم 16
لطیفہ 19
مزاح کی اقسام 19
پہلی قسم: اچھا مزاح 20
دوسری قسم: بُرا مزاح 21
مزاح میں اعتدال ہونا چاہیے..!! 21
اَلْمیہ 22
تنبیہ 24
مزاح اور خوش طبعی کے لحاظ سے لوگوں کی اقسام 24
دوسری فصل: مزاح کے جواز کی شرائط 26

(1): دین کا مذاق نہ ہو 26
(2): جھوٹ شامل نہ ہو 28
جھوٹ کی تعریف 28
جھوٹ کا حکم 28
(3): کسی کا تمسخر اور استہزاء مقصود نہ ہو 31
مذاق کی تعریف 31
مذاق اڑانے کا حکم 32
(4): کسی مسلمان بھائی کو ڈرایا، دھمکایا نہ جائے 33
کامل مسلمان 35
مسلمان کو ڈرانا بڑا ظلم ہے 36
مسلمان کو ڈرانا جائز نہیں 37
مسلمان کو بے وجہ ڈرانے کا انجام 37
(5): مزاح میں حد سے زیادہ انہماک نہ ہو 38
(6): مسلمان کی عزت و مرتبے کا خیال رکھا جائے 39
مسلمان کی عزت اسلاف کی نظر میں 40

مسلمان کی عزّت بچانے کا ثواب 40
(7):مزاح میں بھی کسی مسلمان بھائی کی غیبت اور چغل خوری نہ ہو۔........ 41
غیبت کی تعریف 42
غیبت کی تباہ کاریاں ایک نظر میں 42
چار نصیحتیں 43
خلاصہ بحث 44
تیسری فصل:مزاح کو جائز قرار دینے کی وجوہات 45
اعتراض 45
جواب 45
(1):مزاح آپسی رابطے کو بڑھانے کا ذریعہ ہے 45
(2):مزاح نشاط وچستی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے 46
(3):مزاح کے ساتھ سامنے والے کا دل نرم کرنا آسان ہے 47
(4):مزاح کے ذریعے مخاطب کی تربیت 48
چوتھی فصل:مزاح کو منع کرنے والوں کے دلائل اور ان کا رد 50
(1):پہلا اعتراض 50

جواب: 50
(2):اعتراض: 55
جواب: 55
(3):اعتراض: 56
جواب: 56
دوسرا باب:نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم **کے مزاح کے بارے میں** . 58
پہلی فصل:سرکار کے مزاح کی کیفیت 59
دوسری فصل:سرکار صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم کا اپنے گھر والوں کے ساتھ مزاح فرمانا . 62
یہ اس دوڑ کا بدلہ ہے..!! 62
دلہن کے لباس جیسا لباس 63
اے ابو تراب اٹھو! 63
تیسری فصل:نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم کا صحابہ کے ساتھ مزاح 66
کوئی بوڑھیا جنّت میں نہیں جائے گی 66
اونٹ کا بچہ 67
وہ جس کی آنکھ میں سفیدی ہے؟ 68

ہاں سارے کے سارے داخل ہو جاؤ 68
اے 2کانوں والے 69
کیا ابھی اونٹ نے سرکشی نہیں چھوڑی؟ 69
تیرے ماموں کی بہن تیری کیا لگتی ہے..؟؟ 71
اس غلام کو کون خریدے گا..؟؟ 71
چوتھی فصل: بچوں کے ساتھ مزاح 72
اسے کھیلنے دو 72
اے ابو عمیر چڑیا کا کیا ہوا 73
اے زوینب! اے زوینب! 73
تیسرا باب: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مزاح کے بارے میں ... 75
پہلی فصل: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے مزاح کا جواز 76
خوش رو انسان کی 6 نشانیاں 77
دوسری فصل: صحابۂ کرام کا نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم سے مزاح کرنا 78
سارا داخل ہو جاوں..؟؟ 78
جس آنکھ میں تکلیف نہیں اس طرف سے کھا رہا ہوں 79

چیز تحفہ ہے..!!اس کی قیمت نہیں..!! 79
تیسری فصل: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا آپس میں مزاح 80
رب کعبہ کی قسم میں آگے نکل گیا 80
تم نے رات کو روزہ رکھا ہوا ہے؟ 80
ہمارے لیے کچھ چھوڑا ہی نہیں 81
چوتھی فصل: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا اپنے شاگردوں سے مزاح 82
کون ہے جو علم ایک درہم میں خریدے..؟ 82
عزّت لینے سے گدھا ہی انکار کرتا ہے 82
ماں، باپ شریک بھائی کی عجب کہانی 82
ہمارا لوٹا گروی نہ ہوتا 83
مجھے خیر کے خالق نے پیدا کیا ہے 83
یہ حدث کیا ہوتا ہے؟ 84
چوتھا باب: اَسلاف کے مزاح کے بارے میں 85
شیطان کی بیوی کا نام کیا ہے..؟؟ 86
داڑھی رات ہی کو پانی میں ڈبو دو..!! 86

تم دونوں میں سے شعبی کون ہے..؟؟ 86
پاؤں کے انگوٹھے سے سحری کرو..!! 86
کرائے کا گدھا 87
ہڈی نظر آنے لگ جائے 87
تیرا منہ تیرے کپڑوں کی طرف ہو! 87
اللہ آپ کی کمزوری کو طاقت دے 88
دوست کے ساتھ مزاح 88
امام اعمش اور شاگرد 89
آپ کا تشریف لانا بیماری سے بھی سخت ہے 89
حلوا نہیں خریدا 90
گرائمر، باپ کی موت سے بھی سخت 90
وہ تو انتقال کر گئے 91
مدعی و مدعا علیہ کو پیش کرو..!! 91
کنکریوں کا گلہ بیٹھ جائے 92
مولانا جامی اور اناڑی شاعر 92

مولانا جامی اور مہمل گو شاعر 93
تمہارے غزل کے ساتھ تمہیں بھی لٹکا دینا چاہیے 93
کبیر سے تو بہتر ہے 94
چھت سجدہ نہ کر دے 94
ہاتھ باندھ کر روزہ رکھ..!! 95
ایک دلچسپ فتویٰ 95
آپ تو بہت بڑے جلّاد ہیں 96
آپ کی ذات آج معلوم ہوئی 96
بچے کا نام بندوق علی رکھ لیجیے..!! 97
تتمہ بحث 100
ہنسنے کی تعریف 101
ہنسنے کا حکم 102
ہنسنے کے آداب 106
مسکرانے کے طبی فائدے 108
مصادر ومراجع 110

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو

عظیم الشان بدری صحابی، اعلیٰ ظرافت کے مالک، صحابہ میں خوشیاں بانٹنے والے،

حضرت ابو عمرو نُعَیمان بن عمرو رضی اللہ عنہ

کے نام کرتا ہوں

جو اپنے دل لگی والے کاموں اور دل لگی کی باتوں سے پیارے پیارے آقا، مکی مدنی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو خوش کیا کرتے تھے، جن کے بارے میں پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اللہ پاک اور اس کے رسول سے محبت کرتے ہیں۔

اور اپنے والدین مرحومین کے نام کرتا ہوں اللہ پاک ان کی مغفرت فرمائے۔

ابو معاویہ مرزا عرفان عطاری مدنی

فاضل مرکزی جامعۃ المدینہ فیضان مدینہ فیصل آباد

محرر اسلامک ریسرچ سنٹر فیصل آباد

مقدمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی اَضْحَكَ وَاَبْکٰی، وَاَمْهَلَ وَاَعْطٰی، وَجَعَلَ الضَّحِكَ فِی قُلُوبِنَا دَوَاءً، وَفِی الْاَرْوَاحِ شِفَاءً، وَالصَّلَاةُ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِهِ الْمُصْطَفٰی، وَنَبِیِّهِ الْمُجْتَبٰی، وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی، اِنْ هُوَاِلَّا وَحْیٌ یُوحٰی، وَعَلٰی آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ نُجُومِ الْهُدٰی، وَمَصَابِیحِ الدُّجٰی، خُصُوصًا عَلٰی صَاحِبِ الْوَجْهِ الْبَشُوشِ، وَالْمِزَاحِ الْمَاْنُوسِ، اَلطَّیِّبِ الْقَلْبِ، الصَّادِقِ الْحُبِّ، نُعَیْمَانَ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَرْضَاهُ، كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بِمِزَاحِهٖ اَضْحَكَ...اَمَّا بَعْدُ!

اسلام ایک کامل و مکمل دین ہے۔ اس کے احکام و قوانین انسانی فطرت سے ہم آہنگ اور موافق ہیں۔یہی وجہ ہے کہ خوشی ہو یا غمی، صحت ہو یا مرض، بچپن ہو یا جوانی شریعت نے ہر حال، ہر آن اور ہر مرحلہ پر انسانی مزاج کے موافق احکام و قوانین مقرر کئے ہیں۔

انہی فطرتی امور میں سے ایک مزاح اور خوش طبعی بھی ہے،مزاح اور خوش طبعی ایک ایسی کیفیت ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہر انسان میں ودیعت فرمائی ہے۔البتہ کسی میں اس کا اظہار کم تو کسی میں زیادہ ہوتا ہے،بلاشبہ یہ ایک عظیم نعمتِ خداوندی ہے۔جو دلوں کی پژمردگی کو دور کرکے ان کو سرور و انبساط کی کیفیت سے ہمکنار کرتی ہے۔ عقل و فہم کی تھکان کو زائل کرکے نشاط اور چستی دیتی ہے، جسمانی اضمحلال کو ختم کرکے فرحت وراحت سے آشنا کرتی ہے، جیسا کہ مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:دلوں کو (مزاح کے ساتھ)راحت دو، جس طرح جسم تھک جاتے ہیں اِس طرح دل بھی تھک جاتے ہیں۔

الغرض مزاح اور دل لگی انسانی فطرت کا ایک لازمی حصہ ہے جو خود خالق ومالک نے اس میں ودیعت فرمایاہے۔ اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

وَ اَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَ اَبْكٰىۙ۴۳	ترجمۂ کنزالایمان: اور یہ کہ وہ ہی ہے جس نے ہنسایااور رولایا۔

(پارہ:27،سورہ نجم:43)

یہی وجہ ہے کہ ہر انسان میں یہ کیفیت کسی حد تک موجود ہوتی ہے، مگر کچھ لوگ اس کیفیت کو بتکلف دباتے، اپنے اوپر وقار و سنجیدگی کا مصنوعی خول چڑھاتے نظر آتے ہیں جس وجہ سے وہ لوگوں میں مغرور، متکبر، بدمزاج، بد خلق، نک چڑھے مشہور ہو جاتے ہیں اور اپنی اس طبیعت کی وجہ سے ایک شرعا جائز امر کو ناجائز ثابت کرنے اور لوگوں میں خشکی پھیلاتے نظر آتے ہیں۔

اس رسالے میں ایسے افراد کی طبیعتوں کو شریعت کے اس حَسِین پہلو سے روشناس کروانے اور بالعموم تمام ہی افراد کو اس کی اہمیت اور سائنسی پہلو بتانے کی کوشش کی گئی ہے۔ الحمدللہ یہ رسالہ اردو زبان میں اپنے موضوع کے لحاظ سے ایک جامع تحریر ہے۔

اس رسالے کو 3 ابوب اور ایک تتمہ میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(1): پہلا باب مزاح کی تعریف اور اس کے متعلقات کے بارے میں، اس کے تحت 4 فصلیں قائم کی گئی ہیں، جن میں بالترتیب مزاح کی تعریف، اس کا حکم، اس کی اقسام، اس کے جواز کی شرائط، اس کی مشروعیت کے عقلی دلائل، اور اس کے منع پر رد کے دلائل بیان کئے ہیں۔

(2): دوسرے باب میں نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم کے مزاح اور اس کی کیفیت

کو بیان کیا ہے، جس کے تحت مختلف فصلوں میں، آپ کے اپنے گھر والوں، بچوں، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ کئے گئے مزاح کو بیان کیا ہے۔

(3): تیسرے باب میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مزاح کو بیان کیا گیا ہے۔ جس کے تحت صحابۂ کرام سے مزاح کے ثبوت کے ساتھ ساتھ، اس کی کیفیت ان حضرات کے نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم کے ساتھ، خود اپنے مابین ہونے والے مزاح کو بیان کیا گیا ہے۔

(4): چوتھے باب میں اسلاف اور اکابرین اُمت کے مزاح بھرے واقعات کو بیان کیا گیا ہے۔

تتمہ: اس میں ہنسنے مسکرانے کے جواز، اس کی شرائط اور اس کے فوائد کو اجمالی طور پر بیان کیا ہے۔

اس رسالے میں جو خوبیاں ہیں وہ میرے مرشد امیر اہلسنت مولانا الیاس قادری دامت برکاتہم العالیہ کی مبارک مسکراہٹ کا صدقہ ہیں اور جو خامیاں ہیں وہ میری کوتاہ علمی کا نتیجہ ہیں۔ میں اپنے اس رسالے کو **الفرح والمزاح** یعنی ہنسی مزاح اور مسکراہٹیں، کے نام سے موسوم کرتا ہوں، اللہ پاک قبول فرمائے۔ جو اسلامی بھائی اس کا مطالعہ کریں، کمی ہو تو اطلاع فرمائیں! میرے والدین اور مجھ گناہ گار کی بے حساب بخشش کی دُعا فرمائیں۔

ابو معاویہ مرزا عرفان عطاری مدنی عفی عنہ
فاضل مرکزی جامعۃ المدینہ فیضان مدینہ فیصل آباد
محرر اسلامک ریسرچ سنٹر دعوت اسلامی فیصل آباد

﴿اس رسالے میں چار باب ہیں﴾

پہلا باب: مزاح کی تعریف اور اس کے متعلقات

دوسرا باب: پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا مزاح اور واقعات

تیسرا باب: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا مزاح اور واقعات

چوتھا باب: اسلاف کا مزاح اور واقعات

تتمہ بحث

پہلا باب: مزاح کی تعریف اور اس کے متعلقات کے بارے میں

اس میں چند فصلیں ہیں...!!

پہلی فصل:...مزاح کی تعریف واحکام کے بیان میں
دوسری فصل:...مزاح کے جواز کی شرائط
تیسری فصل:...مزاح کے جواز کی عقلی وجوہات
چوتھی فصل:...مزاح کے جواز پر اعتراضات کے جوابات

پہلی فصل: مزاح کی تعریف اور اس کے متعلقات

مزاح کی تعریف

مزاح کی تعریف بیان کرتے ہوئے علامہ ملا علی قاری ہندی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اَلْمِزَاحُ انْبِسَاطٌ مَعَ الْغَيْرِ مِنْ غَيْرِ اِيذَاءٍ یعنی کسی کے ساتھ یوں خوش طبعی اور بے تکلفی کا اظہار کرنا کہ اس کو تکلیف نہ ہو اس کو مزاح کہتے ہیں۔[(1)]

مزاح کا شرعی حکم

پیارے بھائیو! مزاح انسانی خوشی کا باعث اور ایک فطری تقاضا ہے جس کی وجہ سے کبھی کبھار مزاح کرنا اور اس سے طبیعت کو نشاط بخشنا جائز و مباح اور سنتِ مستحبہ ہے، البتہ اس میں حد درجہ انہماک اور مشغولیت (کہ بندہ ہر وقت اسی کام میں لگا رہے یہ) منع ہے۔ اس پر چند دلائل ملاحظہ فرمائیں۔ چنانچہ

- مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: خوش طبعی اور مزاح کرنے میں کوئی حرج نہیں جب تک بندہ فضولیات میں نہ جا پڑے۔[(2)]
- علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: حد سے زیادہ مزاح کرنا اور اسی میں لگے رہنا منع ہے کیونکہ **(1):** اس کی وجہ سے انسان کا دل سخت ہو جاتا ہے۔ **(2):** بندہ اللہ پاک کے ذکر سے غافل ہو جاتا ہے۔ **(3):** اس کی وجہ سے بندہ دینی معاملات میں غور و فکر نہیں کر پاتا۔ **(4):** بسا اوقات بندہ دوسروں کو تکلیف پہنچانے کا سبب بنتا ہے۔ **(5):** بندے میں بغض و عناد پیدا کرتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ رعب و دبدبہ بھی ختم ہو جاتا

---

(1)...مرقاۃ المفاتیح، جلد: 7، صفحہ: 3061، زیرِ حدیث: 4784۔

(2)...المراح فی المزاح، صفحہ: 34۔

ہے۔(1)

مزید لکھتے ہیں کہ جو شخص (مزاح کرتے ہوئے) ان کاموں سے خود کو بچائے تو اس کے لیے (مزاح کرنا) جائز ہے، بلکہ خود ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم بھی مزاح فرماتے تھے، کبھی کسی مصلحت کی پیش نظر تو کبھی دوسروں کو مانوس کرنے کے لیے تو کبھی اس لیے بھی مخاطب سے مزاح فرماتے کہ وہ آپ سے بغیر کسی تکلف کے بات چیت کر سکے (ولہذا مزاح کرنا) یہ سنتِ مستحبہ (یعنی سنت غیر مؤکدہ) ہے۔(2)

علامہ غزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بھائیوں، دوست احباب کا آپس میں ہنسی مزاح اور خوش طبعی کرنا مستحب ہے کہ اس سے دل کو سرور حاصل ہوتا ہے لیکن اس کی بنیادی شرط یہ ہے کہ اس میں گالی اور غیبت وغیرہ کی آمیزش نہ ہو اور نہ ہی بندہ اسی کام میں لگا رہے۔(3)

حضرت امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو مزاح، جھوٹ سے پاک ہو اور بندہ اس کی وجہ سے ذکر اللہ سے غافل نہ ہو جائے وہ مباح و جائز ہے۔(4)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے: اگر لوگ اس طرح آپس میں ہنسی مذاق کریں کہ نہ گالی گلوچ ہو نہ کسی کی ایذا رسانی ہو بلکہ محض پُر لُطف اور دل خوش کرنے والی باتیں ہوں جن سے اہل محفل کو ہنسی آجائے اور تفریح ہو جائے اس میں کوئی حرج نہیں۔(5)

---

(1)...الاذکار للنووی، باب المزاح، صفحہ: 326۔
(2)...الاذکار للنووی، باب المزاح، صفحہ: 326-327۔
(3)...المراح فی المزاح، صفحہ: 8۔
(4)...المواہب اللدنیہ، المقصد الثالث، الفصل الثانی...الخ، جلد: 2، صفحہ: 123۔
(5)...فتاوی ہندیۃ، کتاب الکراہیۃ، الباب السابع عشر فی الغنا...الخ، جلد: 5، صفحہ: 352۔

معلوم ہوا کہ ایسا مزاح جس میں بندہ شریعت کی حدود کو پامال کر دے اور ناجائز امور مثلاً ❁ کسی کا دل دکھانا ❁ جھوٹ بولنا ❁ اسلامی مذہبی شعار کا مذاق اڑانا جیسا کہ آج کل کے کامیڈین کرتے ہیں ایسے مزاح کے ناجائز و ممنوع ہونے میں کوئی دورائے نہیں، البتہ ایسی تفریح و مزاح کہ جس میں کسی مانع شرعی کا ارتکاب نہ ہو بلکہ شریعت کی حدود و قیودات کی رعایت کرتے ہوئے فقط نشاط اور دل لگی مقصود ہو تو ایسا مزاح نہ صرف جائز بلکہ مندوب و مطلوبِ شرع ہے اور ایسی تفریح و مزاح پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلِہ وسلم، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم سے ثابت ہے۔

سرِ دست بغیر کسی تفصیل کے اس حوالے سے یہاں 2 شاہد بیان کئے جاتے ہیں تفصیلی شواہدات اگلی فصلوں میں بیان ہوں گے، ان شاء اللہ..!! چنانچہ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اَلْمِزَاحُ بِمَا يَحْسُنُ مُبَاحٌ، وَقَدْ مَزَحَ النَّبِيُّ فَلَمْ يَقُلْ اِلَّا حَقًّا یعنی مزاح کرنا جائز و مباح ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلِہ وسلم بھی کبھی کبھار مزاح فرمایا کرتے تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ واٰلِہ وسلم حق کے سوا کچھ نہیں کہتے تھے۔ (1)

اور جہاں تک رہی بات حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ عنہم کے مزاح کرنے کی تو یہ حضرات بھی مزاح فرمایا کرتے تھے حالانکہ کہ ان کی جلالت شان یہ ہے کہ یہ حضرات دین کی اساس و بنیاد ہیں۔ حضرت قرہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قُلْتُ لِابْنِ سِيرِينَ: هَلْ كَانُوا يُمَازِحُونَ؟ قَالَ: مَا كَانُوا اِلَّا كَالنَّاسِ یعنی میں نے امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ کیا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپس میں خوش طبعی کیا کرتے تھے؟ تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ وہ بھی انسان ہی تھے۔ (2)

---

(1)...الاداب الشرعیہ للمقدسی، فصل فی حسن الخلق، جلد:2، صفحہ:222۔

(2)... معجم کبیر، جز:12، صفحہ:266، حدیث:13066۔

امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان وہ بھی انسان ہی تھے سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مزاح کرنا، مسکرانا، دل لگی کی باتیں کرنا یہ انسانی فطرت کا حصہ ہے جس کو اللہ پاک نے انسان میں ودیعت فرمایا ہے۔ باوجود تقویٰ وطہارت و خشیتِ الٰہی کے پہاڑ ہونے کے انہی فطری تقاضوں کی پیش نظر یہ حضرات بھی آپس میں خوش طبعی کیا کرتے تھے۔

لطیفہ

امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ بھی انسان ہی تھے یعنی بشری تقاضے کی وجہ سے وہ بھی خوش طبعی کیا کرتے تھے، اور اللہ پاک نے ان حضرات کے بارے میں فرمایا کہ:

وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ (پارہ:5، النساء:95)	ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ نے سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایا۔

جو احباب مزاح کو ناجائز قرار دیتے ہیں قرآن پاک کی آیت اور امام صاحب کے فرمان پر غور کریں، ان دونوں باتوں مد نظر رکھتے ہوئے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر یہ کام ناجائز ہوتا تو اس کام میں مشغول ہونے کے باوجود اللہ پاک ان سب کے ساتھ بھلائی کا وعدہ کیوں کر فرماتا اور امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ اس کام کے کرنے کی نسبت ان کی طرف کیوں کر فرماتے۔ معلوم ہوا کہ ایسا مزاح کہ جو بشری تقاضوں کے مطابق ہو اور شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے کیا جائے وہ بالکل جائز وروا ہے۔

مزاح کی اقسام

محترم قارئین: علماء کرام وبزرگان دین کے ان فرامین سے ہمیں مزاح کا تفصیلی حکم معلوم ہوا گیا ہے کہ جس مزاح میں ❁ نہ شریعت کا مذاق اڑایا جائے ❁ نہ وہ کسی کی

دل آزاری کا باعث ہو ❁ نہ اس میں جھوٹ شامل ہو ❁ نہ غیبت کا ارتکاب ❁ اور نہ ہی اس میں حد درجے کا اِنہماک ہو، بلکہ کبھی کبھار دل کی فرحت و نشاط کے لیے اس کو کیا جائے تو یقینا یہ مباح و جائز ہے، اور اس تفصیل سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ اس صورت میں مزاح کی 2 اقسام ہیں: (1): اچھا مزاح (2): بُرا مزاح۔

پہلی قسم: اچھا مزاح

ایسا مزاح کہ جس میں اللہ پاک کی نافرمانی نہ ہو، نہ ہی بندہ اس میں جھوٹ سے کام لے اور نہ ہی اس میں قطع رحمی پائی جائے۔ وہ اچھا مزاح ہے جیسا کہ بندے کا اپنے گھر والوں، دوست احباب کے ساتھ مزاح کرنا جس کی تائید ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والِہ وسلم کے فرمان سے بھی ملتی ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنا قصہ بیان کرتی ہیں: ایک مرتبہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ والِہ وسلم کے ساتھ سفر میں گئی، اس وقت میں نوجوان تھی اور میرا وزن بھی کم تھا، سفر کے دوران پیارے آقا صلی اللہ علیہ والِہ وسلم نے لوگوں سے ارشاد فرمایا: آپ لوگ آگے چلے جائیں۔ جب سب آگے چلے گئے تو حضور انور صلی اللہ علیہ والِہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: آؤ! ہم دوڑ میں مقابلہ کریں۔

چنانچہ ہم دونوں نے دوڑ میں مقابلہ کیا، میں نبی پاک صلی اللہ علیہ والِہ وسلم سے دوڑ میں آگے بڑھ گئی، آپ صلی اللہ علیہ والِہ وسلم خاموش رہے، پھر کافی عرصے بعد جب میرا جسم بھاری ہو گیا اور میں اس وقت اس مقابلہ کو بھول بھی چکی تھی، ایک بار پھر میں آپ صلی اللہ علیہ والِہ وسلم کے ساتھ سفر میں نکلی، راستے میں آپ نے لوگوں سے فرمایا: آپ لوگ آگے چلے جائیں۔ جب سب آگے نکل گئے تو آپ نے مجھ سے فرمایا: آؤ! دوڑ میں

مقابلہ کریں۔ ہم دونوں نے دوڑ لگائی، اب کی بار نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم نے مجھے پیچھے چھوڑ دیا، پھر آپ علیہ السلام نے (دل لگی کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا: یہ دوڑ پہلی دوڑ کے بدلے میں ہے۔ (یعنی اب معاملہ برابر ہو گیا)[1]

علمائے کرام لکھتے ہیں: اس سے معلوم ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم اپنی ازاوج کے ساتھ ہنسی مزاح اور خوش طبعی فرمایا کرتے تھے۔[2]

دوسری قسم: بُرا مزاح

دوسرا وہ مزاح جس میں بندہ ❁ جھوٹ بولے ❁ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتے ہوئے لوگوں کو ذلیل وخوار کرے ❁ ان کو بے عزت کرے کہ اس سے ❁ قطع رحمی پیدا ہوتی ❁ آپسی اختلاف کی آگ بھڑکتی ❁ دشمنی پیدا ہوتی ہے ❁ اور بندے کا اپنا وقار مجروح ہوتا اور عزت رخصت ہو جاتی ہے، اسے بُرا مزاح کہتے ہیں۔

مزاح میں اعتدال ہونا چاہیے..!!

ہماری شریعت معتدل ہے۔ اس میں نہ تو ایسے احکام ہیں کہ بندے کی طاقت سے باہر ہوں کہ ان پر عمل نہ کیا جا سکے اور نہ ہی ایسے ہیں کہ جو فطرت سلیمہ کے خلاف ہوں، بلکہ افراط و تفریط سے پاک احکام اس شریعت مبارکہ کا حسن ہیں۔ مزاح اور خوش طبعی میں بھی شریعت نے اعتدال کو ملحوظ رکھا ہے۔ اسی لیے موقع، محل کی مناسبت سے مزاح کو کبھی کبھار مباح بلکہ مستحب قرار دیا گیا ہے۔

امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مزاح میں صرف حق بات کہو، کسی

---

(1)...ابوداود، کتاب الجهاد، باب في المحلل، جلد:4، صفحہ:224، حدیث:2578۔

(2)...شرح سنن ابی داود لابن رسلان، جلد:11، صفحہ:273، زیر حدیث:2578 بتصرف۔

کے دل کو تکلیف نہ پہنچاؤ، مزاح میں حد سے نہ بڑھو اور کبھی کبھار کرو تو تم پر اس میں کوئی گناہ نہیں۔ لیکن یہ بہت بڑی غَلَطی ہے کہ کوئی شخص مزاح کو پیشہ بنالے، اس میں ہمیشگی اختیار کرے اور مزاح کرنے میں حد سے بڑھ جائے پھر رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے مبارک فعل سے دلیل پکڑے۔ اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو دن بھر حبشیوں کے ساتھ رہے، انہیں اور ان کے رقص کو دیکھتا رہے اور اس بات سے دلیل پکڑے کہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے بھی ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو عید کے دن حبشیوں کا رقص دیکھنے کی اجازت عطا فرمائی۔ حالانکہ یہ خطاہے کیونکہ بعض صغیرہ گناہ اِصرار سے کبیرہ ہو جاتے ہیں اور بعض مباح کام اصرار سے صغیرہ گناہ بن جاتے ہیں، لہٰذا اس سے غافل نہیں رہنا چاہئے۔(1)

اَلمیہ

بشری اور فطری تقاضوں کے پیشِ نظر مزاح کے معاملے میں جو رخصت دی گئی ہے اس کو صرف رخصت و اجازت کی حد تک رکھا جائے تو بہتر ہے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ آج کل کئی افراد نے اس کو اپنا پیشہ بنالیا، حسبِ موقع کبھی کبھار مزاحیہ گفتگو کرلینا اور تفریحی اشعار کہہ، سن لینا اگرچہ جائز ہے، لیکن اس کے لیے اہتمام سے اجتماع کرنا اور اس میں وقت اور پیسوں کو ضائع کرنا یقیناً لہو لعب اور ممنوع ہے۔

پیارے بھائیو! مسلسل مزاح کرنے اور اسی میں مشغول رہنے کے بہت نقصانات ہیں مثلاً ❁ زیادہ ہنسنے سے دل کی روحانی دنیا میں بیگاڑ پیدا ہوتا ہے ❁ اللہ پاک اور اس کے ذکر سے دور ہو جاتا ہے ❁ اور بندے کی ہیبت چلی جاتی ہے۔

(1)...احیاء العلوم، کتاب آفات اللسان، الآفۃ العاشرۃ المزاح، جلد:3، صفحہ:129۔

چنانچہ مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مَنْ كَثُرَ ضِحْكُهُ قَلَّتْ هَيْبَتُهُ جو زیادہ ہنستا ہے اس کی ہیبت کم ہو جاتی ہے مَنْ كَثُرَ مَزَاحُهُ اِسْتَخَفَّ بِالنَّاسِ جو زیادہ مزاح کرتا ہے لوگوں کے نزدیک حقیر ہو جاتا ہے مَنْ اَكْثَرَ فِيْ شَيْءٍ عُرِفَ بِهٖ جو کسی چیز کو کثرت سے کرتا ہے تو اس کے سبب مشہور ہو جاتا ہے۔ (1)

مزید ارشاد فرماتے ہیں: (چونکہ مزاح کرنے کے لیے زیادہ بولنا پڑتا ہے لہٰذا) جو زیادہ بولتا ہے وہ زیادہ غلطیاں کرتا ہے جس کی غلطیاں زیادہ ہو جائیں اس کی حیا کم ہو جاتی ہے جس کی حیا کم ہو جائے اس کی پرہیز گاری کم ہو جاتی ہے اور جس کی پرہیز گاری کم ہو جائے اس کا دل مر جاتا ہے۔ (2)

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ پاک سے ڈرو اور (بہت زیادہ) مزاح کرنے سے بچو کیونکہ اس سے کینہ پیدا ہوتا ہے نیز یہ بد کلامی کی طرف لے جاتا ہے، قرآنِ کریم کے فرامین بیان کرو اور اس کے لیے مجلس منعقد کرو اگر اکتا جاؤ تو نیک لوگوں کا تذکرہ کیا کرو۔ (3)

حضرت سعید بن عاص رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا: بیٹا کسی شریف سے مزاح نہ کرنا کہ تمہارے خلاف اس کے دل میں کینہ پیدا ہو جائے گا اور نہ کسی گھٹیا آدمی سے مزاح کرنا کہ وہ تم پر جرأت کرے گا۔ (4)

---

(1)...احیاء العلوم، کتاب آفات اللسان، الآفۃ العاشرۃ المزاح، جلد: 3، صفحہ: 129۔
(2)...احیاء العلوم، کتاب آفات اللسان، الآفۃ العاشرۃ المزاح، جلد: 3، صفحہ: 129۔
(3)...احیاء العلوم، کتاب آفات اللسان، الآفۃ العاشرۃ المزاح، جلد: 3، صفحہ: 129۔
(4)...احیاء العلوم، کتاب آفات اللسان، الآفۃ العاشرۃ المزاح، جلد: 3، صفحہ: 129۔

تنبیہ

بزرگوں کے یہ فرامین و اقوال اس کام میں مشغولیت و دوام کے بارے ہیں نہ کہ اس کو ناجائز ثابت کرنے والے کہ مبادہ کوئی اس سے یہ سمجھ لے کہ مزاح ناجائز ہے کیونکہ محمود مزاح کے واقعات ان حضرات سے بھی منقول ہیں۔

مزاح اور خوش طبعی کے لحاظ سے لوگوں کی اقسام

مزاح اور خوش طبعی کے لحاظ سے لوگوں کی 3اقسام ہیں:

(1)... وہ لوگ جو اپنے لیل ونہار قہقہوں اور طنز و مزاح میں گزارتے ہیں۔ یہ بُری قسم ہے۔ اس طرح انسان حد اعتدال سے نکل کر اسراف کے دائرے میں داخل ہو جاتا ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس سے منع کیا ہے۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: لَا تُكْثِرُوا الضَّحِكَ، فَإِنَّ كَثْرَةَ الضَّحِكِ تُمِيتُ الْقَلْبَ یعنی زیادہ نہ ہنسو بلاشبہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کرتا ہے۔[1]

اس حدیث پاک کے تحت علامہ نور الدین سندھی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: بہت زیادہ ہنسنا اور مذاق مسخری میں لگے رہنا بندے کے دل کو اس طور پر مردہ کر دیتا ہے کہ پھر اس پر نصیحت کی بات اثر نہیں کرتی۔[2]

(2)... دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں جن کے منہ پر ہر وقت تیوری چڑھی، پیشانی پر سلوٹیں پڑی رہتی ہیں اپنے ہوں یا بیگانے ایسوں کے خوف و دہشت سے ہر وقت لرزاں و ترساں رہتے ہیں اس طرح لوگوں کے دلوں میں

---

(1)... ابن ماجہ، ابواب الزہد، باب الحزن والبکاء، جلد:5، صفحہ:285، حدیث:4193۔

(2)... حاشیہ سندی علی ابن ماجہ، ابواب الزہد، باب الحزن والبکاء، جلد:2، صفحہ:548، زیر حدیث:4193۔

نفرت پیدا ہوتی اور دنیا دور ہوتی ہے۔

یہ بھی بُری قسم ہے کہ یہ آقا صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلّم کی تعلیمات نہیں پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلّم نے تو فرمایا: تَبَسُّمُكَ فِي وَجْهِ أَخِيكَ لَكَ صَدَقَةٌ یعنی تیرا اپنے بھائی کے لیے مسکرانا بھی صدقہ ہے۔[1]

(3)... وہ لوگ کہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلّم کے طریقے کے مطابق راہ اعتدال پر چلتے ہیں اور مزاج میں سنجیدگی کے ساتھ ظرافت کا پہلو بھی رکھتے ہیں۔

یہ اچھی قسم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلّم خوفِ الٰہی کا منبع ہونے کے باوجود بہت زیادہ مسکرایا کرتے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَكْثَرَ تَبَسُّمًا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ واٰلہ و اصحابہ وسلم یعنی میں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلّم سے زیادہ مسکرانے والا کسی کو نہیں دیکھا۔[2]

اللہ پاک عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمِین بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلّم۔

---

(1)... ترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی صنائع المعروف، جلد:4، صفحہ:339، حدیث:1956۔

(2)... ترمذی، ابواب المناقب، باب فی بشاشتہ... الخ، جلد:5، صفحہ:601، حدیث:3641

دوسری فصل: مزاح کے جواز کی شرائط

پیارے بھائیو! یہاں ہم مزاح کے جواز کی شرائط بیان کریں گے کہ مزاح میں جن کا لحاظ رکھنا بہت ضروری ہے ورنہ ایک مباح و مستحب کام گناہ بھی ہو سکتا ہے۔

(1): دین کا مذاق نہ ہو

پہلی شرط یہ ہے کہ مزاح وخوش طبعی میں دین اور کسی دینی شعار کا مذاق نہیں ہونا چاہئے (جس طرح اکثر کامیڈین فرشتوں اور اسلامی شعار مثلاً نماز، روزے وغیرہ کا مذاق اڑاتے ہیں) کہ ہنسی مزاح میں بھی ایسا کرنے سے انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ اللہ پاک قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

وَ لَىٕنْ سَاَلْتَهُمْ لَیَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُؕ-قُلْ اَبِاللّٰهِ وَ اٰیٰتِهٖ وَ رَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ(۶۵) (پارہ:10، توبہ:65)	ترجمہ کنزالایمان: اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو۔

حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ❁ اللہ پاک ❁ اس کی آیات ❁ اور اس کے رسول کے ساتھ مذاق کرنا کفر ہے۔(1)

بد قسمتی سے آج کل مسلمانوں کی ایک تعداد ہے جو اس کام میں مشغول نظر آتی ہے۔ یاد رکھئے اگر ہنسی مزاح میں بھی کلمہ کفر بک دیا تو بندہ اسلام کے دائرے سے نکل جاتا ہے۔ فُقَہائے کرام رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں: مذاق میں بھی کفریہ کلمہ بولنا کفر ہی ہے۔(2)

---

(1)...تفسیر روح البیان، پارہ:10، سورہ توبہ، زیر آیت:65، جلد:3، صفحہ:460۔

(2)...البحر الرائق، کتاب السیر، باب احکام المرتدین، جلد:5، صفحہ:134۔

مزید فرماتے ہیں: جو بطورِ تَمَسْخُر اور ٹَھٹّھا (یعنی مذاق مسخری میں) کفر کریگا وہ بھی مُرتَد ہے اگرچِہ کہتا ہے کہ (میں) ایسا اعتِقاد (یعنی عقیدہ) نہیں رکھتا۔[(1)]

یاد رکھئے! بندہ چاہے اسلام کا اعتقاد رکھتا ہو لیکن اگر وہ اسلام و شریعت سے ٹھٹھا مزاح کرے گا تو وہ اسلام سے خارج ہو جائے گا اور اس کی کوئی تاویل قابل قبول نہیں ہو گی۔ اللہ پاک قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ ؕ (پارہ:10، توبہ:66)	ترجمہ کنز الایمان: بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔

پیارے بھائیو! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کھلے ہوئے لفظوں میں تاویل کرنے کی گنجائش نہیں، یہ جو بعض جاہل کہنے لگتے ہیں کہ کفر کا تو دل سے تعلق ہے نہ کہ زبان سے، جب وہ کلمہ پڑھتا ہے اور اس کے دل میں کفر ہونا معلوم نہیں تو ہم کسی بات کے سبب اسے کیونکر کافر کہیں، محض خبط اور نری جھوٹی بات ہے،[(2)] اور جو بندہ بلا اکراہ (یعنی جان جانے یا جسم کے کسی حصّے کے کٹ جانے کی صورت نہ ہو ایسی صورت میں) کفر یہ کلمہ بکے بلا فرقِ نیت مطلقاً قطعاً یقیناً اجماعاً کافر ہے۔[(3)]

پیارے بھائیو! معلوم ہوا کہ جو بندہ دین کے ساتھ ٹھٹھا مذاق کرے وہ کافر ہو جائے گا۔ یہاں یہ بات بھی یاد رہے کہ اگر کسی نے اس کی بات پر رضا مندی کا اظہار کیا یا یں طور پر کہ مزاح کرنے والے کی ہاں میں ہاں ملائی یا اس کے ساتھ ہنسی میں شامل ہو گیا وہ بھی کفر میں جا پڑے گا۔ فقہا فرماتے ہیں: جو کُفریہ بات پر رِضامندی سے ہنسا اس پر بھی

(1)...النہر الفائق، کتاب الجہاد، باب المرتدین، جلد:3، صفحہ:253۔
(2)...فتاویٰ رضویہ، جلد:15، صفحہ:172۔
(3)...فتاویٰ رضویہ، جلد:14، صفحہ:601۔

حکمِ کفر ہے۔[1]

شیخ طریقت امیر اہلسنت مولانا الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں: کفریہ گفتگو سُن کر رضامندی کے ساتھ خاموش رہنا یاہنسنا کفر ہے، کیونکہ کفر پر راضی ہونا کفر ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص کفر بک دے اور سُننے والا سمجھ جائے کہ اس نے کفریہ بات کی ہے اس کے باوجود وہ اسے دُرُست سمجھے یا اس کو دُرُست جانتے ہوئے ہنسے تو یہ بھی کفر ہے۔ خُصُوصاً کامیڈین عوام کو ہنسانے کی خاطر کفریہ جملے بول دیتے ہیں اور سامعین (سننے والے) اس پر خوب تالیاں بجاتے اور کِھل کِھلا کر ہنس رہے ہوتے ہیں، یہ بہت سخت مُعاملہ ہے۔[2] اللہ پاک ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے۔ آمین

(2): جھوٹ شامل نہ ہو

دوسری شرط یہ ہے کہ مزاح میں کی گئی گفتگو سچائی پر مبنی ہو اس میں کسی قسم کا جھوٹ شامل نہ ہو۔ آیئے پہلے جھوٹ کے بارے میں کچھ جان لیتے ہیں تاکہ بات سمجھنی آسان ہو جائے۔

جھوٹ کی تعریف

وَهُوَ عِنْدَ الْجُمْهُورِ الْاِخْبَارُ عَنِ الشَّيْءِ عَلَى غَيْرِ مَا هُوَ عَلَيْهِ جمہور علما کے نزدیک خلافِ واقعہ بات کو جھوٹ کہتے ہیں۔[3]

جھوٹ کا حکم

جھوٹ بولنا حرام اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہے۔ جھوٹ کا گناہ ہونا ضروریاتِ

---

(1)...کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، صفحہ: 511۔

(2)...ملفوظاتِ امیر اہلسنت، قسط: 11، جلد: 1، صفحہ: 210۔

(3)...بریقہ محمودیہ شرح طریقہ محمدیہ، جلد: 3، صفحہ: 169۔

دین میں سے ہے۔ لہٰذا جو اس کے گناہ ہونے کا مطلقاً اِنکار کرے دائرہ اسلام سے خارِج ہو جائے گا۔(1)

پیارے بھائیو! جس طرح عام گفتگو میں جھوٹ بولنا حرام ہے یونہی ہنسی مزاح میں بھی ناجائز اور حرام ہے۔ مگر ہمارے معاشرے کی ایک تعداد ہے جو اِس آفت میں گرفتار ہے۔ بات بات پر لوگوں کو ہنسانے کی غرض سے جھوٹ بول دینا ایک عام سی بات ہو چکی ہے حالانکہ ایسا کرنے والا کامِل مسلمان نہیں رہتا۔ اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم فرمایا: لَا يَسْتَكْمِلُ الْمُؤْمِنُ اِيْمَانَهٗ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ وَحَتّٰى يَجْتَنِبَ الْكَذِبَ فِي مَزَاحِهٖ یعنی آدمی کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہ چیز پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے اور جب تک اپنے مزاح میں جھوٹ سے نہ بچے۔(2)

جھوٹی باتوں کے ذریعے لوگوں کو ہنسانے والوں کو ڈر جانا چاہیے کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا کی واہ واہ اور لوگوں کی تَوَجُّہ حاصل کرنے کے چکر میں ہم اپنے ربّ کو ناراض کر کے جہنم کے حق دار بن جائیں۔ اللہ پاک کے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اِنَّ الرَّجُلَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ يُضْحِكُ بِهَا جُلَسَاءَهٗ، يَهْوِيْ بِهَا مِنْ اَبْعَدِ مِنَ الثُّرَيَّا یعنی بندہ ایسی بات کر جاتا ہے کہ جس سے اپنے ساتھ بیٹھے لوگوں کو ہنسا سکے اور اس بات کی وجہ سے (دنیا سے) ثریا (ستارے کے فاصلے) سے بھی زیادہ دور (جہنّم میں) جا گرتا ہے۔(3)

ایک اور مقام پر اپنی جھوٹی باتوں کے ذریعے لوگوں کو ہنسانے والے کے عذاب کو

(1)...گناہوں کے عذابات، حصہ اول، صفحہ: 45۔
(2)...احیاء العلوم، کتاب آفات اللسان، الآفۃ الرابعۃ عشرۃ الکذب...الخ، جلد: 3، صفحہ: 140۔
(3)...مسند ابن مبارک، صفحہ: 27، حدیث: 45۔

بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: وَيْلٌ لِلَّذِيْ يُحَدِّثُ فَيَكْذِبُ لِيُضْحِكَ بِهِ الْقَوْمَ، وَيْلٌ لَهُ، وَيْلٌ لَهُ یعنی اس شخص کے لیے ہلاکت ہے جو بات کرتا ہے اس میں جھوٹ بولتا ہے تاکہ لوگوں کو ہنسا سکے اُس کے لیے تباہی اور ہلاکت ہے۔ (1)

علامہ محمد بن اسماعیل حسنی کحلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ کسی کو ہنسانے کے لیے بھی جھوٹ بولنا حرام ہے اور جس طرح بولنے والے کے لیے حرام ہے اِسی طرح اگر سننے والوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ ہمیں ہنسانے کے لیے جھوٹ بول رہا ہے تو سننے والوں کو اس کی بات سننا حرام ہے، حرام اس لیے ہے کہ وہ اس کے جھوٹ کا اقرار کر رہے ہیں حالانکہ اُن پر واجب تھا کہ اس کی اس بات کی کاٹ کرتے اب انہوں نے نہیں کی لہذا یہ بھی اسکے جرم میں شریک ہو گئے۔ (2)

امام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اِس حدیث پاک سے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی مراد وہ بات ہے جس میں کسی مسلمان کی غیبت ہو یا جس سے کسی مسلمان کے دل کو اذیت پہنچتی ہو محض مزاح مراد نہیں ہے۔ (3)

یعنی محض مزاح ناجائز نہیں بلکہ وہ مزاح ناجائز ہے جس میں مسلمانوں کی غیبت کی جائے یا کسی مسلمان کا دل دکھایا جائے اور اس میں جھوٹ سے کام لیا جائے۔

بہر حال ایسا مسخرا جو لوگوں کو ہنسانے کے لیے جھوٹ بولتا ہے، جب تک اس کام کو چھوڑ نہیں دیتا کامل ایمان والا نہیں بن سکتا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لَا يَبْلُغُ رَجُلٌ حَقِيقَةَ الْإِيمَانِ حَتَّى يَدَعَ الْكَذِبَ فِي الْمِزَاحِ یعنی بندہ تب تک ایمان کی

---

(1)...ابو داود، کتاب الادب، باب فی التشدید فی الکذب، جلد:7، صفحہ:342، حدیث:4990۔

(2)...سبل السلام شرح بلوغ المرام، جلد:8، صفحہ:262-263، زیر حدیث:1431۔

(3)...احیاء العلوم، کتاب آفات اللسان، الآفۃ الرابعۃ عشرۃ الکذب...الخ، جلد:3، صفحہ:140۔

حقیقت (روح) کو نہیں پا سکتا جب تک کہ اپنے مزاح میں جھوٹ نہ چھوڑ دے۔[1]

پیارے بھائیو! اس ساری گفتگو سے معلوم ہوا کہ مزاح کے طور پر جو گفتگو کی جائے، وہ ظرافت و لطافت کے ساتھ فی نفسہ صحیح اور درست ہو، خوش طبعی کے لیے جھوٹ کا سہارا لینا بھی مذموم ہے۔

(3): کسی کا تمسخر اور استہزاء مقصود نہ ہو

تیسری شرط یہ ہے کہ مزاح میں کسی مسلمان کا مذاق اڑانے کا مقصد نہ ہو کیونکہ مسلمان کا مذاق اڑانا ایک ناجائز اور حرام عمل ہے۔ اللہ پاک قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ (پارہ:26، الحجرات:11)	ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو نہ مرد مردوں سے ہنسیں عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں۔

اس سے مراد لوگوں کو حقیر کمتر سمجھنا، ان کا مذاق اڑانا ہے جو کہ حرام کام ہے۔[2]

مذاق کی تعریف

مزاح اور مذاق میں فرق ہوتا ہے اسی فرق کو بیان کرتے ہوئے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مذاق کا مطلب ہے: دوسرے کو حقیر اور کمتر سمجھتے ہوئے اُس کے عیبوں اور کمیوں کو اِس طور پر ذکر کرنا جس سے ہنسی آئے اور یہ کبھی قول و فعل کی نقل اتارنے کے ذریعے ہوتا ہے اور کبھی اشارے کے ساتھ۔[3]

---

(1)...کتاب الصمت لابن ابی الدنیا، صفحہ:210، حدیث:393۔
(2)...تفسیر ابن کثیر، پارہ:26، سور حجرات، زیرِ آیت:11، جلد:7، صفحہ:351۔
(3)...احیاء العلوم، کتاب آفات اللسان، الآفۃ الحادیۃ عشر...الخ، جلد:3، صفحہ:131۔

مذاق اڑانے کا حکم

کسی کا مذاق اڑانا ناجائز اور جہنّم میں لے جانے والا کام ہے اور یہ حقوق العباد کا مسئلہ ہے، جو کسی مسلمان کے ساتھ اِس دنیا میں مذاق کرے گا اللہ پاک اس کے ساتھ قیامت والے دن کیسا دردناک معاملہ فرمائے گا آئے ملاحظہ کرتے ہیں:

نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں کا مذاق اڑانے والوں کے لیے جنّت کا دروازہ کھولا جائے۔ اُن میں سے ایک کو کہا جائے گا کہ آجاؤ، جب وہ اپنے غم وکرب اور تکلیف میں مبتلا دروازے پر پہنچے گا جب وہ قریب آئے گا تو دروازہ بند کردیا جائے گا۔ اسی طرح کئی بار کیا جائے گا یہاں تک کہ جب اس کے لیے پھر دروازہ کھول کر اسے بلایا جائے گا آؤ! آؤ! قریب آؤ! تو وہ نااُمیدی اور مایوسی کے مارے نہیں آئیگا۔(1)

کسی کا مذاق اڑانے والے کو اس بات سے ڈرنا چاہیئے کہ اگر وہ کسی کا مذاق اڑا رہا ہے تو کہیں اللہ پاک بطورِ سزا اس پر یہی کیفیت مسلط نہ کردے اور وہ بندہ خود اس آفت میں مبتلا ہو جائے۔

دکھی دلوں کے چین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے مسلمانوں کا مذاق اڑانے، مسلمانوں کو تکلیف دینے سے منع فرمایا اور کسی بھی مسلمان کی تحقیر کے سلسلے میں احادیث میں سخت ممانعت وارد ہوئی ہے۔ ارشاد فرمایا: اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُهٗ وَلَا یَخْذُلُهٗ وَلَا یُحَقِّرُهٗ یعنی ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، اس پر کوئی ظلم وزیادتی نہ کرے، اس کو بے یار و مددگار نہ چھوڑے اور اس کو حقیر نہ جانے اور نہ اس کے ساتھ حقارت کا برتاؤ نہ کرے۔(2)

---

(1)...کتاب الصمت لابن ابی الدنیا، صفحہ:168، حدیث:285۔

(2)...مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب تحریم ظلم المسلم، جلد:8، صفحہ:10، حدیث:2564۔

اس حدیث پاک کی شرح کرتے ہوئے مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یعنی مسلمان مسلمان کا دینی و اسلامی بھائی ہے یا مسلمان مسلمان کے لیے سگے بھائی کی طرح ہے بلکہ اس سے بھی اہم کہ نسبی بھائی کو ماں باپ نے بھائی بنایا ہے اور مسلمان کو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے بھائی بنایا، حضور سے رشتہ غلامی قوی ہے ماں باپ سے رشتہ نسبی ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ حضور مسلمانوں کے بھائی نہیں حضور تو مثل والد کے ہیں اس لیے حضور کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں بھاوج نہیں، یہ بھی معلوم ہوا کہ مؤمن و مسلم ہم معنی ہیں کہ قرآن کریم نے مؤمنوں کو بھائی قرار دیا اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ اور حضور نے یہاں مسلمون کو۔خیال رہے کہ یہاں بھائی ہونا رحمت و شفقت کے لحاظ سے ہے نہ کہ احکام کے اعتبار سے۔[1]

پیارے بھائیو! مذاق تو ہر صورت منع ہی ہے کہ اس میں جھوٹ، دل آزاری، دوسروں کو تکلیف دینا اور وعدہ خلافی کرنے جیسی برائیاں پائی جاتی ہیں، اس لیے ایسا مذاق کرنے سے پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے منع فرمایا ہے۔روایت میں ہے؛ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: لَا تُمَارِ اَخَاكَ، وَلَا تُمَازِحْهُ، وَلَا تَعِدْهُ مَوْعِدًا فَتُخْلِفَهُ اپنے بھائی سے جھگڑا نہ کرو اور اس سے مذاق نہ کرو اور اس سے تم ایسا وعدہ نہ کرو جس کی خلاف ورزی کرو۔[2]

(4): کسی مسلمان بھائی کو ڈرایا، دھمکایا نہ جائے

چوتھی شرط یہ ہے کہ مزاح ایسا ہو جس میں کسی مسلمان بھائی کو نہ ڈرائے نہ دھمکائے کہ ڈرانے یا دھمکی دینے سے اسے تکلیف پہنچتی ہے۔جس مزاح میں یہ صورت

(1)...مراۃ المناجیح، جلد:6، صفحہ:431۔

(2)...ترمذی، کتاب البر و الصلۃ، باب ماجاء فی المراء، جلد:4، صفحہ:359، حدیث:1995۔

پائی جائے وہ ممنوع ہے اور ایسا کرنا مسلمان کے لیے تکلیف کا باعث ہے اور کسی مسلمان کو تکلیف دینا کس قدر عظیم گناہ ہے اس کا اندازاس حدیث سے خوب لگ جاتا ہے۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان کو ناحق اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی اس نے اللہ پاک کو اذیت دی۔[1]

جو اللہ و رسول کو تکلیف دے قرآن پاک نے اس کے انجام کو کس طرح بیان کیا آئے ملاحظہ کرتے ہیں: اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا۵۷ وَ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا۵۸ (پارہ:22، الاحزاب:57، 58)	ترجمہ کنزالایمان: بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے اُن کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ وہ لوگ جو ایماندار مردوں اور عورتوں کو بغیر کسی جرم کے تکلیف دیتے ہیں بے شک انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے ذمے لے لیا۔

اس آیت مبارکہ کے تحت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہاں ایمان والوں کو تکلیف دینے کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو تکلیف دینے کے ساتھ ہوا جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو تکلیف دینے کا ذکر اللہ پاک کو تکلیف دینے کے ساتھ ہوا، اس سے معلوم ہوا کہ ایمان والوں کو تکلیف دینا گویا کہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو تکلیف دینا ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو تکلیف دینا گویا کہ اللہ پاک کو

(1)... معجم صغیر، جلد:1، صفحہ:284، حدیث:468۔

تکلیف دینا ہے تو جس طرح اللہ پاک اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو تکلیف دینے والا دنیا اور آخرت میں لعنت کا حق دار ہے اسی طرح ایمان والوں کو تکلیف دینے والا بھی دونوں جہاں میں لعنت و رسوائی کا حق دار ہے۔[1]

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مسلمان کو بغیر کسی شرعی وجہ کے تکلیف دینا قطعی حرام ہے۔ امامِ اَجل رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ مصطفےٰ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: لَیْسَ مِنَّا مَنْ غَشَّ مُسْلِمًا اَوْضَرَّہٗ اَوْمَاکَرَہٗ یعنی وہ شخص ہمارے گروہ میں سے نہیں ہے جو مسلمان کو دھوکا دے یا تکلیف پہنچائے یا اس کے ساتھ دھوکا کرے۔[2]

علامہ عبد الرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امّت کا اس بات پر اجماع ہے کہ یہ دونوں خصلتیں (یعنی مسلمان کو دھوکہ اور تکلیف دینا) حرام ہیں۔[3]

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کتے اور سُوَر کو بھی ناحق تکلیف دینا حلال نہیں تو مؤمنین و مؤمنات کو تکلیف دینا کس قدر بدترین جرم ہے۔[4]

کامل مسلمان

پیارے بھائیو! ایک مسلمان کو چاہیے کہ اپنے مسلمان بھائی کو تکلیف دینے، ڈرانے، دھمکانے، آنکھ دکھانے، طعن کرنے اور ہر اس کام سے جس سے اس کو تکلیف پہنچے بچائے کہ جو بندہ اپنے آپ کو ان کاموں سے بچاتا ہے کامل مسلمان مانا جاتا ہے جیسا کہ

(1)... تفسیر روح البیان، پارہ: 22، سورہ احزاب، زیرِ آیت: 58، جلد: 7، صفحہ: 239۔
(2)... فتاویٰ رضویہ، جلد: 24، صفحہ: 425-426 ملتقطاً۔
(3)... فیض القدیر، جلد: 5، صفحہ: 387، زیر حدیث: 7688۔
(4)... مدارک، پارہ: 22، سورہ احزاب، زیرِ آیت: 58، جلد: 3، صفحہ: 44-45۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ (کامِل) مسلمان کون ہے؟ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: اللہ پاک اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ یعنی مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے (دوسرے) مسلمان محفوظ رہیں (وہ بندہ کامل مسلمان ہے)۔(1)

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: جس بندے کے اندر یہ خصلتیں موجود ہوں گی یعنی اس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرا مسلمان محفوظ ہے وہ کامل ایمان والا ہے۔ ایسی بات نہیں کہ (جس کے ہاتھ یا زبان سے دوسرا مسلمان محفوظ نہیں) وہ ایمان والا ہی نہیں (اگرچہ یہ کام گناہ ہیں لیکن ان کاموں سے بندہ کافر نہیں ہوتا)۔(2)

مسلمان کو ڈرانا بڑا ظلم ہے

پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے مسلمان کو ڈرانے، دھمکانے سے منع کیا ہے اور اس کو بڑا ظلم قرار دیا ہے۔ چنانچہ حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: لَا تُرِعْ اَخَاكَ الْمُسْلِمَ، فَاِنَّ رَوْعَةَ الْمُسْلِمِ ظُلْمٌ عَظِيْمٌ یعنی اپنے مسلمان بھائی کو مت ڈراؤ کہ مسلمان کو ڈرانا بہت بڑا ظلم ہے۔(3)

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان کو ناحق گھور کر دیکھا تو اللہ پاک اسے قیامت کے دن

---

(1)...مسند امام احمد، جز:11، صفحہ:66، حدیث:6515۔
(2)...اکمال المعلم بفوائد مسلم، جلد:1، صفحہ:277 مفہوماً۔
(3)...الترغیب والترہیب، کتاب الادب، جلد:3، صفحہ:318، حدیث:4۔

خوف میں مبتلا کر دے گا۔[1]

مسلمان کو ڈرانا جائز نہیں

حضرت ابن ابی لیلیٰ رحمۃ اللہ علیہ روایت نقل کرتے ہیں کہ ہمیں اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم نے بیان فرمایا کہ وہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلّم کے ساتھ کسی سفر میں تھے ان میں سے ایک شخص سو گیا تو ایک اور فرد نے اس کے پاس موجود رسی سے اسے پکڑا وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھا (کہ شاید سانپ ہے) اس پر آپ صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو ڈرائے۔[2]

مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اس فرمانِ عالی کا مقصد یہ ہے کہ ہنسی مذاق میں کسی کو ڈرانا جائز نہیں کہ کبھی اس سے ڈرنے والا مر جاتا ہے یا بیمار پڑ جاتا ہے، خوش طبعی وہ چاہیے جس سے سب کا دل خوش ہو جائے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایسی دل لگی ہنسی کسی سے کرنی جس سے اس کو تکلیف پہنچے مثلاً کسی کو بیوقوف بنانا اس کے چپت لگانا وغیرہ حرام ہے۔[3]

مسلمان کو بے وجہ ڈرانے کا انجام

پیارے بھائیو! مسلمان کو ڈرانا بہت گناہ کا کام ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم دنیا کی چند لمحوں کی تسکین کی خاطر آخرت کے عظیم عذاب میں گرفتار ہو جائیں، جی ہاں ایسا ہی ہے جو کسی مسلمان کو دنیا میں بلاوجہ ڈرائے گا قیامت والے دن وہ بندہ قیامت کی ہولناکیوں

---

(1)...معجم کبیر، جز:13، صفحہ:32، حدیث:70۔
(2)...ابوداود، کتاب الآدب، باب من یاخذ الشی...الخ، جلد:7، صفحہ:352، حدیث:5004۔
(3)...مراۃ المناجیح، جلد:5، صفحہ:312۔

کا شکار ہو جائے گا، جیسا کہ مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلِہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان کو بلاوجہ ڈرایا تو اللہ پر حق ہے کہ اسے قیامت کے دن کی ہولناکیوں سے امن نہ دے۔ (1)

ایک اور روایت میں ہے: جس نے اپنے مسلمان بھائی کی طرف لوہے (یا کسی بھی چیز) کے ساتھ (اس کو ڈرانے کے لیے) اشارہ کیا تو فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ اس سے رک جائے اگرچہ وہ اس کا ماں یا باپ کی طرف سے بھائی ہو۔ (2)

پیارے بھائیو! افسوس صد افسوس آج کل پرینکس کے نام پر مسلمانوں کو طرح طرح سے ڈرایا جا رہا ہے، پریشان کیا جا رہا ہے، حد تو یہ ہے کہ اس سارے عمل کو ہنسی مزاح اور فریشمنٹ کا کا نام دے کر ان کو بے عزت کیا جا رہا ہے، اور لوگ اس گناہ کو نیکی خیال کر کے شیطان کے مسخرے بن کر اس گناہ کے کام میں اس قدر مصروف ہو گئے ہیں کہ اس کو گناہ خیال ہی نہیں کرتے۔

(5): مزاح میں حد سے زیادہ انہماک نہ ہو

پانچویں شرط یہ ہے کہ مزاح میں حد سے زیادہ انہماک نہ ہو، نہ ہی اس کام کو عادت بنایا جائے اور نہ ہی اس میں کسی مبالغہ کی آمیزش ہو۔ یاد رکھئے کہ مزاح کے جواز کا بنیادی ضابطہ ہی یہ ہے کہ یہ وقتی ہو اور محض کچھ دیر کی خوش طبعی کے لیے ہو نہ کہ اس کو پیشہ بنایا جائے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سنجیدگی مومنین کی صفت ہے، جہاں تک بات ہنسی مزاح کی ہے تو ان کی بطور رخصت کے اجازت دی گئی ہے۔ لیکن افسوس اس

---

(1)... معجم اوسط، جلد: 3، صفحہ: 24، حدیث 2350۔
(2)... مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب النھی عن الاشارۃ... الخ، جلد: 8، صفحہ: 33، حدیث: 2616۔

بات کا ہے کہ لوگ سنجیدگی اور کھیل کے وقت میں فرق نہیں کرتے اور آج کل توکئی ایک افراد نے اس کو اپنا پیشہ بنا لیا، اتفاقیہ طور پر حسبِ موقع مزاحیہ گفتگو کر لینا اور تفریحی اشعار کہہ سن لینا اگرچہ جائز ہے، لیکن اس کے لیے اہتمام سے اکھٹے ہونا اور اس میں گھنٹوں مصروف رہنا کسی طرح بھی درست نہیں۔

یاد رکھئے کہ مستقل طور پر مزاح میں لگے رہنا ممنوع ہے، اس لیے کہ وہ زیادہ ہنسنے کا سبب، قلب کے بگاڑ کا ذریعہ اور اللہ پاک کے ذکر سے روکتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: لَاتُكْثِرِ الضِّحْکَ فَاِنَّ كَثْرَةَ الضِّحْکِ تُمِيْتُ الْقَلْبَ یعنی تم زیادہ مت ہنسا کرو، اس لیے کہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔ [1]

زیادہ مزاح کا نتیجہ زیادہ ہنسنا ہے اور زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہوتا ہے، دل کا مردہ ہونا زیادہ ہنسنے کے ساتھ مشروط ہے رہی بات تھوڑا بہت ہنسنے کی تو اس کے تفصیلی احکام تتمہ میں بیان کئے جائیں گے۔ ان شاء اللہ

(6): مسلمان کی عزت و مرتبے کا خیال رکھا جائے

چھٹی شرط یہ ہے کہ دورانِ مزاح مخاطب لوگوں کے مقام و مرتبہ، عزت و شرف اور ہیبت و وقار کا لحاظ رکھا جائے، کہیں ایسا نہ ہو کہ مزاح کرتے وقت ہم کسی مسلمان کی بے عزتی یا بے ادبی کے مرتکب ہو جائیں، اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی خیال کرنا بہت لازم ہے کہ مزاح کرتے وقت ہمارا مخاطب کون ہے کیونکہ ❁ شاگرد کا استاد سے ❁ مرید کا پیر سے ❁ بیٹے کا باپ سے ❁ یا عوام کا کسی عالِم سے مزاح کرنا کہیں ان کو ادب

(1)... ترمذی، کتاب الزہد، باب من اتقی... الخ، جلد: 4، صفحہ: 551، حدیث: 2305۔

کے دائرے سے نہ نکال دے، اگر ان احباب کے ساتھ شرعی حدود میں رہتے ہوئے مزاح کیا جائے کہ جس سے ان کے عزت واحترام میں کوئی فرق نہ آئے تو جائز ہے۔

مسلمان کی عزت اسلاف کی نظر میں

مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں ہجو (مذمت) کرنے کی ممانعت فرمادی تھی کیونکہ آپ کے نزدیک ایک مسلمان کی عزت نفس کی بڑی ہی اہمیت تھی۔[1]

ایک بُزرگ فرماتے ہیں: ہم نے پہلے کے بزرگوں کو دیکھا کہ وہ حضرات لوگوں کی بے عزّتی کرنے سے بچنے کو نماز روزے سے بڑھ کر عبادت تصور کیا کرتے تھے۔[2]

مسلمان کی عزّت بچانے کا ثواب

پیارے بھائیو! ہم نے ابھی سنا کہ ایک مسلمان کی عزت کو خراب کرنے کا کیا وبال وعذاب ہے، لیکن اس کے برعکس مسلمان کی عزت کو بچانے کا کیا ثواب ہے آیئے ملاحظہ کرتے ہیں۔ حضرت جابر بن مالک اور حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کوئی مسلمانوں کی مدد کرنا ایسی جگہ چھوڑ دیتا ہے جہاں اس کی بے عزتی ہو رہی ہو تو اللہ پاک اس شخص کی مدد بھی ایسی جگہ نہیں فرماتا جہاں وہ مدد کا طلب گار ہوتا ہے اور جو کسی مسلمان کی ایسی جگہ مدد کرتا ہے جہاں اسکی بے عزتی ہو رہی ہو اور اسکا تقدس پامال کیا جارہا ہو تو اللہ پاک اس (مددگار) کی ایسی جگہ مدد فرماتا ہے جہاں وہ مدد و نصرت کا طلب گار ہوتا ہے۔[3]

(1)...فیضان فاروق اعظم، جلد:2، صفحہ:242۔
(2)...احیاء العلوم، کتاب آفات اللسان، الآفة الخامسة عشر...الخ، جلد:3، صفحہ:143۔
(3)...ابو داود، کتاب الادب، باب من رد عن مسلم غیبة، جلد:7، صفحہ:245، حدیث:4884۔

حضرت معاذ بن انس الجہنی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی مسلمان (کی عزت) کو اس منافق سے بچایا جو پیٹھ پیچھے اس کی برائی کر رہا تھا تو اللہ پاک (قیامت والے دن) اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجے گا جو اسے جہنم سے بچائے گا اور جس نے کسی مسلمان کو ذلیل کرنے کا سامان کیا اللہ پاک اسکی سزا پوری ہونے تک اُسے جہنم کے پل پر روکے رکھے گا یہاں تک کہ اپنے کہے کی سزا بھگت لے۔ (1)

لہٰذا اگر ہمیں کوئی ایسا بندہ نظر آئے جو مزاح کے نام پر کی عزت کی دھجیاں اڑا رہا ہو تو اپنے بس میں ہونے کی صورت میں ایسے بندے کو اس کام سے روک کر مسلمان کی عزت کی حفاظت کرنی چاہیے۔ اللہ پاک عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

(7): مزاح میں بھی کسی مسلمان بھائی کی غیبت اور چغل خوری نہ ہو۔

ساتوں شرط یہ ہے کہ مزاح میں اپنے مسلمان بھائی کی غیبت نہ کرے۔ مسلمان بھائی کی غیبت کرنا اس کے مردہ گوشت کھانے کے مترادف ہے۔ غیبت اور چغل خوری کا نتیجہ فتنہ ہے۔ موجودہ دور میں مزاح کی غالب صورتیں اس ناجائز کام سے خالی نہیں۔ اللہ پاک قرآن پاک میں اس فعل کی مذمت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

وَ لَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًاؕ اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُؕ (پارہ:26، الحجرات:12)	ترجمہ کنز الایمان: اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا۔

(1)...ابوداود، کتاب الادب، باب من رد عن مسلم غیبۃ، جلد:7، صفحہ:244، حدیث:4883

غیبت کی تعریف

شیخِ طریقت امیرِ اہلسنت مولانا الیاس قادری دامت برکاتہم العالیہ لکھتے ہیں: افسوس کہ آج ہماری اکثریّت کو غیبت کی تعریف تک معلوم نہیں حالانکہ اِس کے بارے میں ضَروری اَحکام جاننا فرض علوم میں سے ہے۔ حضرتِ علّامہ عبد الرحمن ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اَحادیثِ مبارکہ کی روشنی میں غیبت کی جو تعریف بیان فرمائی ہے، وہ یہ ہے: تو اپنے بھائی کو ایسی چیز کے ذَرِیعے یاد کرے کہ اگر وہ سن لے یا یہ بات اسے پہنچے تو اسے برا لگے، اگرچہ تو اس میں سچّا ہو، خواہ اس کی ذات میں کوئی خامی بیان کرے یا اس کی عَقل میں یا اس کے کپڑوں میں یا اس کے فعل یا قول میں کوئی کمی بیان کرے یا اس کے دین یا اس کے گھر میں کوئی عیب بیان کرے یا اس کی سواری یا اس کی اولاد، اس کے غلام یا اس کی کنیز میں کوئی عیب بیان کرے یا اس سے تعلق رکھنے والی کسی بھی شے کا (برائی کے ساتھ) تذکرہ کرے یہاں تک کہ تیرا یہ کہنا کہ اس کی آستین یا دامن لمبا ہے سب غیبت میں داخل ہیں۔ (1)

غیبت کی تباہ کاریاں ایک نظر میں

مزید لکھتے ہیں: چُونکہ غیبت بَہُت زیادہ عام ہے اِس لیے عموماً کسی کی اِس طرف تَوَجُّہ ہی نہیں ہوتی لہٰذا قرآن و حدیث اور اقوالِ بُزُرگانِ دین رحمۃ اللہ علیہم سے منتخب کردہ غیبت کی چند تباہ کاریوں پر سرسری نظر ڈالتے ہیں: ۞ غیبت ایمان کو کاٹ کر رکھ دیتی ہے ۞ غیبت بُرے خاتمے کا سبب ہے ۞ بہت زیادہ غیبت کرنے والے کی دعا قبول نہیں

---

(1)...غیبت کی تباہ کاریاں، صفحہ: 30 بتصرف۔

ہوتی ❁غیبت سے نَماز روزے کی نورانیّت چلی جاتی ہے ❁غیبت سے نیکیاں برباد ہوتی ہیں ❁غیبت نیکیاں جلا دیتی ہے ❁غیبت کرنے والا توبہ کر بھی لے تب بھی سب سے آخِر میں جنّت میں داخِل ہوگا، اَلغرض غیبت گناہِ کبیرہ، قطعی حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے ❁غیبت زنا سے سخت تر ہے ❁مسلمان کی غیبت کرنے والا سُود سے بھی بڑے گناہ میں گرفتار ہے ❁غیبت کو اگر سمندر میں ڈال دیا جائے تو سارا سمندر بدبُودار ہو جائے ❁غیبت کرنے والے کو جہنم میں مُردار کھانا پڑے گا ❁غیبت مُردہ بھائی کا گوشت کھانے کی طرح ہے ❁غیبت کرنے والا عذابِ قبر میں گرفتار ہو گا ❁غیبت کرنے والا تانبے کے ناخنوں سے اپنے چہرے اور سینے کو بار بار چھیل رہا تھا ❁غیبت کرنے والے کو اُس کے پہلوؤں سے گوشت کاٹ کاٹ کر کِھلایا جا رہا تھا ❁غیبت کرنے والا قیامت میں کتّے کی شکل میں اٹھے گا ❁غیبت کرنے والا جہنم کا بندر ہو گا ❁غیبت کرنے والا جہنم کے کھولتے ہوئے پانی اور آگ کے درمیان موت مانگتا دوڑ رہا ہو گا اور اس سے جہنمی بھی بیزار ہوں گے ❁غیبت کرنے والا سب سے پہلے جہنم میں جائے گا۔ (1)

چار نصیحتیں

حضرتِ ابراہیم بن اَدہم رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: میں کوہِ لبنان میں کئی اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کی صحبت میں رہا، ان میں سے ہر ایک نے مجھے یہی وصیّت کی کہ جب لوگوں میں جاؤ تو انہیں ان چار باتوں کی نصیحت کرنا:

(1): جو پیٹ بھر کر کھائے گا اُسے عبادت کی لذّت نصیب نہیں ہو گی۔

(1)...غیبت کی تباہ کاریاں، صفحہ: 26۔

(2): جو زیادہ سوئے گا اس کی عمر میں بَرَکت نہ ہو گی۔

(3): جو صِرف لوگوں کی خوشنودی چاہے گا وہ رِضائے الٰہی سے مایوس ہو جائے گا۔

(4): جو غیبت اور فُضول گوئی زیادہ کریگا وہ دینِ اسلام پر نہیں مرے گا۔[1]

خلاصہ بحث

پیارے بھائیو! ان شرائط کی تفصیل کے پیشِ نظر ہم کہہ سکتے ہیں کہ ایسا مزاح جس میں ❁ نہ دین کا مذاق اڑایا جائے ❁ نہ کسی مسلمان کی تحقیر و توہین ہو ❁ نہ ہی اس کو ڈرایا جائے ❁ نہ اس کی عزّت کو اچھالا جائے ❁ نہ اس کی غیبت و چغلی کی جائے ❁ اور نہ ہی اس کام میں حد سے زیادہ انہماک ہو، تو وہ جائز و مباح ہے۔ ہم اپنے رب سے ہدایت کے خواستگار ہیں۔

(1)...شرح ابن ناجی تنوخی، باب فی الطعام والشراب، جلد:2، صفحہ:465۔

تیسری فصل:مزاح کو جائز قرار دینے کی وجوہات

پیارے بھائیو! ابھی ہم نے مزاح کے جائز ہونے کی شرائط کو تفصیل سے جانا جس سے روزِ روشن کی طرح یہ بات واضح ہو گئی کہ مزاح صرف اس وقت جائز ہے جب اس میں ان شرطوں کا لحاظ ہو ورنہ مزاح جائز نہیں۔

اعتراض

اگر کوئی کہے کہ ان شرطوں کے ساتھ بھی مزاح کو جائز نہیں ہونا چاہیے (چونکہ آپ نے خود اس کی مذمت میں اسلاف کے اقوال کو بیان کیا ہے) اور یہ وقار اور سنجیدگی کے خلاف ہے تو کوئی بھی عقل مند اس بات کی اجازت نہیں دے گا۔

جواب

جس مقام پر ہم نے یہ وضاحت کی کہ مزاح کو کیوں مشروع و جائز ہے، وہیں پر شرعا اس کے جواز و مشروعیت کی وجہ کو بھی بیان کیا گیا ہے، یہاں ہم مزاح کے جواز کی عقلی وجوہات کو بیان کرتے ہیں:

(1):مزاح آپسی رابطے کو بڑھانے کا ذریعہ ہے

مشاہداتی بات ہے کہ خوش مزاج انسان سے ہر کوئی بات چیت کرنا، اس کے پاس بیٹھنا، اور اس کے ساتھ اپنا وقت گزارنا چاہتا ہے جبکہ اس کے برخلاف بدمزاج اور خشک طبیعت افراد سے ہر کوئی بھاگتا، نظریں چراتا ہے۔ لہٰذا انسان کو چاہیے کہ اپنے مزاج میں باتکلف خوش مزاجی کا عنصر پیدا کرے کہ انسان کا یہ عمل اس کو ترش روئی سے نکال کر لوگوں کے قریب کردے گا۔

امام غزی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خوش طبعی میں کوئی حرج نہیں کیوں کہ انسان اس کے ذریعے ترش روئی کی حد سے نکل جاتا ہے۔[1]

مزید علامہ ماوردی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں: سمجھدار شخص صحبت تلاش کرتا ہے، اور اپنے میل جول رکھنے والوں کے ساتھ اچھی بات یا کام کے ذریعے سے محبت پیدا کرتا ہے۔[2]

(2): مزاح نشاط و چستی حاصل کرنے کا ذریعہ ہے

بعض اوقات انسان اپنی روٹین کے معاملات زندگی سے کسی وجہ سے اکتاہٹ کا شکار ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے اس میں غصہ اور چڑچڑا پن پیدا ہو جاتا ہے، اس کیفیت کو ختم کرنے کا ایک بہترین ذریعہ شرعی طریقہ کار کے مطابق مزاح کرنا ہے۔ جس سے بندے کو نشاط و چستی حاصل ہو جاتی ہے۔ ہماری اس بات کی تائید سرکار صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم کے اس قول مبارک میں موجود ہے، آپ صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: رَوِّحُوا الْقُلُوْبَ سَاعَةً بِسَاعَةٍ یعنی کبھی کبھار دلوں کو (اچھی باتوں کے ذریعے) آرام دے لیا کرو۔[3]

اس حدیث پاک کی شرح میں علامہ عبد الروف مناوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: یعنی اگر تم عبادات وغیرہ کی مشقتوں سے تھک جاو (تو عبادت میں دل جمعی حاصل کرنے کے لیے) کبھی کبھار مزاح اور خوش طبعی کر لیا کرو اس وجہ سے تم پر کوئی گناہ نہیں۔[4]

---

(1)...المراح فی المزاح، صفحہ: 34۔
(2)...المراح فی المزاح، صفحہ: 11۔
(3)...مسند شہاب القضاعی، جلد: 1، صفحہ: 393، حدیث: 672۔
(4)...فیض القدیر، جلد: 4، صفحہ: 40، زیر حدیث: 4484۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: اپنے دلوں کو راحت مہیا کیا کرو اور ان کے لیے دانائی پر مشتمل دلچسپ لطائف تلاش کرو کیوں کہ جس طرح جسم اکتاہٹ و تھکاوٹ کا شکار ہو جاتے ہیں اس طرح دل بھی تھک جاتے ہیں۔[1]

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اپنے دل کو بعض جائز لہو سے بہلاتا ہوں تاکہ وہ حق کے لیے زیادہ تقویت کا باعث بنے۔[2]

(3): مزاح کے ساتھ سامنے والے کا دل نرم کرنا آسان ہے

لوگوں کو سمجھانا اسی صورت میں ممکن ہے کہ جب بندہ ان کے قریب ہو گا اور لوگوں کے قریب اور ان کا اپنے قریب کرنے کا بہترین ذریعہ خوش طبعی ہے اور دیکھا یہ گیا ہے کہ ایک سخت وخشک مزاج ناصح وہ مقبولیت اور کامیابی حاصل نہیں کر پاتا جو ایک خوش مزاج کو ملتی ہیں۔

اس بات کی مثال ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی سیرت سے ملتی ہے۔ آپ کے سیرت کے اس پہلو کو بیان کرتے ہوئے اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۪ (پارہ:4، ال عمران:159)	ترجمہ کنزالایمان: تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کے لیے نرم دل ہوئے اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضور نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی اکثر خوش

(1)...اخبار الحمقی والمغفلین، صفحہ:15۔
(2)...فیض القدیر، جلد:4، صفحہ:40، زیر حدیث:4484۔

طبعیاں عورتوں اور بچوں کے ساتھ منقول ہیں۔وہ اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم کا اس طرح ان کے دلوں کی کمزوری کو دور کرنا مقصود تھا نہ کہ محض دل لگی۔[1]

(4):مزاح کے ذریعے مخاطب کی تربیت

بعض اوقات مزاح کرنے کیوجہ یہ ہوتی ہے کہ سامنے والے کی تربیت کی جائے اور جو نقص وبرائی اس میں پائی جارہی ہے، اس پر اس کو توجُّہ دلائی جائے۔اس سے 2 فوائد حاصل ہوتے ہیں:(1):ایک تو یہ کہ سامنے والے کو شرمندگی کا احساس نہیں ہوتا (2):دوسرا یہ کہ اس کی تربیت بھی ہوجاتی ہے،اور جو تربیت اپنائیت والے ماحول میں ہوتی ہے وہ دیرپا اثر رکھتی ہے۔

جیسا کہ روایت میں آتا ہے:حضرت خَوَّات بن جُبیر انصاری رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ کے راستے میں بنی کعب کی عورتوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم کا وہاں سے گزر ہوا تو ارشاد فرمایا:اے ابو عبد اللہ ! تمہیں عورتوں سے کیا کام ہے ؟انہوں نے عرض کی:یہ عورتیں میرے سرکش اونٹ کے لیے مضبوط رسی تیار کر رہی ہیں۔راوی فرماتے ہیں:آپ صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم اپنی حاجت کے لیے تشریف لے گئے،جب واپس تشریف لائے تو ارشاد فرمایا:اے ابو عبد اللہ !کیا ابھی تک اس اونٹ نے سرکشی نہیں چھوڑی؟

حضرت خوات رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:میں شرم کے مارے خاموش رہا،اس کے بعد میں جب بھی آپ صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم کو دیکھتا تو شرم کی وجہ سے بھاگ جاتا۔

مدینہ منورہ میں آنے کے بعد ایک دن آپ نے مجھے مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے

---

(1)...احیاء العلوم،کتاب آفات اللسان،الآفة العاشرة المزاح،جلد:3،صفحہ:130۔

دیکھا تو میرے پاس بیٹھ گئے میں نے نماز کو لمبا کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: نماز کو لمبا نہ کرو ہم تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ جب میں نے سلام پھیرا تو ارشاد فرمایا: اے ابو عبد اللہ! کیا ابھی تک اس اونٹ نے سرکشی نہیں چھوڑی؟ میں شرم کی وجہ سے خاموش رہا، آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کے بعد میں (حَسْبِ سابِق) آپ سے بھاگتا رہا، ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم مجھے ملے، اس وقت آپ دراز گوش پر سوار تھے اور آپ نے دونوں پاؤں ایک طرف کئے ہوئے تھے، ارشاد فرمایا: اے ابو عبد اللہ! کیا ابھی تک اس اونٹ نے سرکشی نہیں چھوڑی؟ میں نے عرض کی: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے جب سے میں اسلام لایا ہوں اونٹ نے سرکشی نہیں کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اَللّٰہُ اَکْبَر، اَللّٰہُ اَکْبَر اور دعا دی: اے اللہ! ابو عبد اللہ! کو ہدایت (پر استقامت) عطا فرما۔[1]

معلوم ہوا؛ مزاح کی مشروعیت وجواز اس حد تک ہے کہ اس سے انسان نشاط و چستی حاصل کرے اور ایک ذہنی تھکاوٹ سے باہر نکل کر سکون وراحت حاصل کرے اور ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ مزاح کے ذریعے کس طرح سے اپنے ماتحت افراد کی تربیت کی جاسکتی ہے کہ ان کو برا بھی نہ لگے اور مقصد بھی حاصل ہو جائے۔

(1)... معجم کبیر، جلد:4، صفحہ:203، حدیث:4146 بتصرف قلیل۔

چوتھی فصل: مزاح کو منع کرنے والوں کے دلائل اور ان کا رد

پیارے بھائیو! ہم نے پیچھے مزاح کے جواز و مشروعیت پر شرعی اور عقلی دلائل پیش کر دیئے ہیں جو ماننے والوں کے لیے کافی ہیں اور نہ ماننے والوں کے لیے دفتر بھی ناکافی ہیں، اب ہم یہاں ان اعتراضات کے جوابات پیش کریں گے جو مزاح کے جواز پر بعض لوگوں کی طرف سے کئے جاتے ہیں تاکہ صاحب تحقیق کو درست و غلط کا ادراک ہو جائے، ہم اللہ پاک سے مدد طلب کرتے ہیں۔

(1): پہلا اعتراض

حدیث پاک میں آتا ہے کہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم نے فرمایا: نہ اپنے بھائی کی بات کاٹو اور نہ اس کے ساتھ مزاح کرو۔ اس حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم نے مزاح سے منع کیا ہے۔

جواب:

اس اعتراض کے چند جوابات ہیں:

(1): ہم کہتے ہیں کہ یہ حدیث پاک سند کے اعتبار سے ضعیف ہے لہٰذا اس حدیث پاک کی بنیاد پر صحیح احادیث سے ثابت شدہ مزاح کو ناجائز قرار دینا درست نہیں۔

علامہ عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لکھتے ہیں:

قَالَ (التِّرمِذِيّ) غَرِيبٌ لَا نَعرِفُه اِلَّا من هَذَا الْوَجهِ يَعْنِيْ مِن حَدِيثِ لَيْث بنِ اَبِي سُلَيم وَضَعَفَهُ الْجُمْهُور امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث پاک غریب ہے اور صرف لیث بن ابو سلیم کی سند سے مروی ہے اور جمہور علما

نے لیث بن ابو سلیم کو ضعیف قرار دیا ہے۔[1]

کشف الخفاء میں ہے:

رَوَاهُ التِّرْمَذِيُّ بِسَنَدٍ ضَعِيفٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ یعنی اس حدیث پاک کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔[2]

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ اس حدیث پاک کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے الادب المفرد میں، امام ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے حلیۃ الاولیاء میں، امام ہروی رحمۃ اللہ علیہ نے ذم الکلام میں، امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے تذکرۃ الحفاظ میں، (اس سند) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْمُحَارِبِيِّ، عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مرفوعاً روایت کیا ہے۔

اس روایت کے 2 مرکزی راویوں پر آئمہ جرح و تعدیل نے کلام کیا ہے۔

(1): پہلا راوی: عبد الرحمن بن محمد ہے۔ یہ مدلس راوی ہیں۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: لَا بَأْسَ بِهِ وَكَانَ يُدَلِّسُ یعنی ان کی روایت لینے میں کوئی مسئلہ نہیں البتہ یہ تدلیس کرتے ہیں۔[3]

ہم کہتے ہیں: امام صاحب کے ان الفاظ کہ لَا بَأْسَ بِهِ معترض کو فائدہ نہیں دیں گے کیونکہ یہ راوی اپنی روایات میں تدلیس سے کام لیتا ہے اگر اس کے مقابلے میں کوئی صحیح

(1)...المغنی عن حمل الاسفار، صفحہ: 637۔
(2)...کشف الخفاء جلد: 2، صفحہ: 360۔
(3)...تقریب التہذیب، صفحہ: 349، رقم: 3999۔

روایت نہ ہو تو پھر اس کی روایت لینے میں مسئلہ نہیں لیکن اگر اس کے مقابلے میں ایک صحیح حدیث ہمارے پاک موجود ہے تو اس کے ہوتے ہوئے اس کی روایت لینے کی حاجت وضرورت نہیں۔

امام عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قَالَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ أَحْمَدَ: بَلَغَنَا أَنَّہٗ کَانَ یُدَلِّسُ حضرت عبد اللہ بن احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ محاربی روایت بیان کرنے میں تدلیس کرتے ہیں۔ [1]

(2): دوسرا راوی: لیث بن ابو سلیم ہے۔

یہ روایت حدیث میں ضعیف شمار کئے جاتے ہیں۔

امام جوزجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لَیْثُ بْنُ أَبِي سُلَیْمٍ یُضَعَّفُ حَدِیْثُہٗ، لَیْسَ بِثَبْتٍ یعنی لیث بن ابی سلیم ان کی (بیان کردہ) حدیث پاک ضعیف ہے قابل حجت نہیں۔ [2]

امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

عبد اللہ بن احمد فرماتے ہیں: سَأَلْتُ یَحْیَی بْنَ مَعِینٍ عَنْ لَیْثِ بْنِ أَبِي سُلَیْمٍ، فَقَالَ: ھُوَ أَضْعَفُ مِنْ یَزِیدَ بْنِ أَبِي زِیَادٍ یعنی میں نے امام یحیٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے لیث کے بارے میں پوچھا، تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ یزید بن ابی زیاد سے بھی زیادہ ضعیف ہے۔ [3]

---

(1)...المدلسین للعراقی، صفحہ: 67۔

(2)...احوال الرجال للجوزجانی، صفحہ: 149۔

(3)...الکامل فی ضعفاء الرجال، جلد: 7، صفحہ: 234۔

۞ امام ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ مضطرب الحدیث ہے ۞ امام عثمان بن شیبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام جریر رحمۃ اللہ علیہ سے لیث کے متعلق (روایت میں فنی حیثیت) کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ لیث پر اکثر حدیث خلط ملط ہو جاتی ہے یعنی اس کا حافظہ کمزور ہے ۞ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لیث کے حافظے کی کمزوری پر علما کا اجماع ہے۔ (1)

ہمارے اس کلام سے اس حدیث پاک کا ضعیف ہونا واضح ہو گیا ہے، لہٰذا اس کے مقابل صحیح احادیث جو کہ مزاح کے جواز پر دلالت کرتی ہیں اور اسی پر عمل کیا جائے گا۔

اگر معترض کہے: مزاح میں مشغول ہونے کی وجہ سے اِس سے منع کیا گیا ہے، تو ہم کہتے ہیں یہاں اس بات پر کلام نہیں کہ اس میں مشغول ہونا جائز ہے یا نہیں بلکہ اس بات پر کلام ہے کہ فی نفسہ مزاح جائز ہے یا نہیں اور یہ بات صحیح احادیث سے ثابت ہے، رہی بات اس میں بے جا مشغول ہونے کی تو اس کی مذمت ہم خود بیان کر آئے ہیں۔

(2): اس ضعیف حدیث کو بالفرض اگر ہم صحیح مان بھی لیں تو پھر بھی ہم فی نفسہ مزاح کو ناجائز نہیں کہہ سکتے کیونکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم کا خود اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے مزاح کرنا اور ان کا نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم کی موجودگی میں مزاح کرنا صحیح احادیث سے ثابت ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم کا اس پر انکار بھی ثابت نہیں کہ آپ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو اس سے منع کیا ہو۔

(3): ہم کہتے ہیں کہ اس حدیث پاک میں ایسے مزاح سے منع کیا گیا ہے جو مسلمان کی اذیت کا باعث ہو نہ کہ مطلقاً مزاح سے، جیسا کہ علامہ مظہری حنفی شیرازی رحمۃ اللہ

(1)... تہذیب التہذیب، جلد: 4، صفحہ: 585-586، رقم: 6691 ملتقطاً۔

علیہ فرماتے ہیں: لَا تُمَازِحْهُ بِمَا يَتَأَذّٰى مِنْهُ تم اپنے بھائی سے ایسا مزاح نہ کرو جس سے اس کو تکلیف ہو۔ (1)

(4): اس حدیث پاک کا یہ بھی محمل ہو سکتا ہے کہ یہ مناہی اس صورت میں ہے جب بندہ مزاح میں حد سے زیادہ مشغول ہو جائے یا سامنے والے کی بے ادبی کا معاملہ ہو یا یہ مزاح مسلمان کی اذیت کا سبب بن جائے۔

امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: وَالْجَمْعُ بَيْنَهُمَا اَنَّ الْمَنْهِيَّ عَنْهُ مَا فِيهِ اِفْرَاطٌ اَوْ مُدَاوَمَةٌ عَلَيْهِ لِمَا فِيهِ مِنَ الشُّغْلِ عَنْ ذِكْرِ اللهِ، وَالتَّفَكُّرِ فِي مُهِمَّاتِ الدِّينِ وَيَئُولُ كَثِيرًا اِلَى قَسْوَةِ الْقَلْبِ وَالْاِيذَاءِ وَالْحِقْدِ وَسُقُوطِ الْمَهَابَةِ وَالْوَقَارِ وَالَّذِي يَسْلَمُ مِنْ ذٰلِكَ هُوَ الْمُبَاحُ فَاِنْ صَادَفَ مَصْلَحَةً مِثْلَ تَطْيِيبِ نَفْسِ الْمُخَاطَبِ وَمُؤَانَسَتِهِ فَهُوَ مُسْتَحَبٌّ یعنی منع اور جواز کی احادیث پاک کے درمیان یوں تطبیق کی جا سکتی ہے کہ جس حدیث پاک میں مزاح سے منع کیا گیا ہے وہاں مراد ہے کہ حد سے زیادہ مزاح کرنا اور اسی میں لگے رہنا منع ہے، کیونکہ اس صورت میں بندہ اللہ پاک کے ذکر، اور دینی معمولات میں غور فکر کرنے سے لا پرواہ ہو جائے گا اور مزاح کی زیادتی دل کی سختی، نفرت، عزت اور وقار کے زوال کا باعث بنتی ہے۔ البتہ جو بندہ مزاح کی زیادتی اور اس میں انہماک سے بچتے ہوئے اس کو اختیار کرتا ہے اس صورت میں مزاح کرنا مباح اور جائز ہے۔ اور اگر مزاح سے کوئی مصلحت مقصود ہو مثلاً مخاطب کے دل کو خوش کرنا، یا اس کو اپنائیت کا احساس دلانا تو اس

(1)...المفاتیح فی شرح المصابیح، جلد:5، صفحہ:194، زیرِ حدیث:3800۔

صورت میں مزاح کرنا نا صرف مباح ہے بلکہ مستحب ہے۔[1]

(2):اعتراض:

نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم نے ہنسنے سے منع کیا حدیث پاک میں ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ واصحابہ وسلم نے فرمایا: وَأَقِلَّ الضَّحِكَ فَإِنَّ كَثْرَةَ الضَّحِكِ تُمِيتُ الْقُلُوبَ کم ہنسا کرو کیونکہ کہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔[2] چونکہ مزاح ہنسنے کا پیش خیمہ ہے ولہذا جب زیادہ ہنسنے سے منع کر دیا تو مزاح سے بھی منع ہی مانا جائے گا۔

جواب:

اس حدیث پاک میں مطلقاً ہنسنے سے نہیں بلکہ زیادہ ہنسنے سے منع کیا گیا ہے، کیونکہ مزاح کی مشروعیت ہی نشاط کے لیے اور نشاط کم ہنسنے سے ہی حاصل ہو گی جبکہ زیادہ ہنسنا بندے کو غفلت کا شکار بنا دیتا ہے جس سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔ جہاں تک کم ہنسنے کی بات رہی تو یہ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم کا خود مبارک عمل رہا اور اتنی نشاط کا اہتمام خود پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم فرمایا کرتے تھے۔

علامہ قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: علمانے جتنی بھی احادیث روایت کی جو مزاح کے بارے میں مشہور ہیں یہ تمام کی تمام نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم کی تواضع، لوگوں سے آپ کی محبت اور ان کے لیے خوشی کے اظہار کرنے پر دلالت کرتی ہیں۔[3]

تو جب پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم خود اس خوشی میں پیش پیش تھے جس کی

---

(1)...فتح الباری لابن حجر، جلد:10، صفحہ:526، زیرِ حدیث:6130۔
(2)...الزہد لہناد بن سری، جلد:2، صفحہ:501۔
(3)...بغیۃ الرائد، صفحہ:328۔

تفصیل آگے آئے گی تو کیوں کر اس حدیث کو عموم پر محمول کیا جا سکتا ہے اور اس کے سبب مزاح سے منع کیا جائے، لہٰذا اس حدیث پاک میں ممانعت کی صورت یہی ہے کہ جو مزاح اس قدر ہنسنے کا باعث ہو کہ وہ بندے کو غفلت کا شکار کر دے یقیناً اس کی اجازت نہیں دی جائے۔ جہاں تک کبھی کبھار یا کم ہنسنے کی بات ہے تو پیارے آقا صلی اللہ علیہ والِہٖ واصحابہ وسلم کی ہنسی کے بارے مختلف کیفیات مروی ہیں۔ جن کی تفصیل باب دوم کے تحت آئے گی۔ بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہاں تک منقول ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ ایک بات پر اس قدر ہنسے کہ ہنستے ہنستے پیچھے کو گر پڑے۔[1]

اگر چہ یہ آپ کا یہ عمل قلیل ضحک پر محمول ہے جو کہ جواز کے مانع نہیں ممانعت تو ایسی ہنسی کی ہے جو بندے کو غفلت کا شکار کر دے جس کی تفصیل عرض کی جاچکی۔

(3):اعتراض:

اگر کوئی کہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: هَلْ تَدْرُونَ لِمَ سُمِّيَ الْمِزَاحَ؟ قَالُوا: لَا. قَالَ: لِأَنَّهُ زَاحَ عَنِ الْحَقِّ یعنی کیا تم جانتے ہو کہ مزاح کو مزاح کیوں کہتے ہیں؟ لوگوں نے عرض کی نہیں۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیونکہ یہ بندے کو حق سے دور کر دیتا ہے اس لیے اس کو مزاح کہتے ہیں۔[2] چونکہ یہ بندے کو اللہ پاک سے دور کر دیتا ہے لہٰذا اس کا ارتکاب جائز نہیں۔

جواب:

اس اثر کے چند جوابات ہیں:

(1)... تفسیر درج الدرر، پارہ:28، سورہ ممتحنہ، زیرِ آیت:12، جلد:2، صفحہ:635۔

(2)... کتاب الصمت لابن ابی الدنیا، صفحہ:211، حدیث:396۔

(1):یہ اثر ضعیف ہے۔

(2):اس اثر کا مفہوم، شرعی حکم کے خلاف ہے۔ اس اثر کا مفہوم یہ ہے کہ مزاح باطل ہے کیونکہ یہ بندے کو حق سے دور کرتا ہے اور جو حق سے دور کر دے وہ باطل ہے۔ اس مفہوم کے باطل ہونے میں کوئی شک نہیں کیونکہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم کا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ قولاً فعلاً مزاح کرنا ثابت ہے۔

(3):حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنا عمل اپنے اس کلام کے منافی ہے جیسا کہ ان کا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اونٹوں کی ریس لگانے کے دوران خوش طبعی کا واقعہ **باب سوم** میں ذکر ہو گا۔

(4):اگر اس کلام کو درست بھی مان لیا جائے تو پھر بھی اس کو ایسے مزاح پر محمول کیا جائے گا جو جھوٹ اور باطل پر مشتمل ہو جس کے باطل ہونے کو ہم پیچھے بیان کر آئے ہیں، اور یقیناً ایسا مزاح بندے کو حق سے دور کر دیتا ہے۔

دوسرا باب: نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلِہ وسلم کے مزاح کے بارے میں

اس باب میں چند فصلیں ہیں...!!

پہلی فصل:...سرکار صلی اللہ علیہ واٰلِہ وسلم کے مزاح کی کیفیت
دوسری فصل:...سرکار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اپنے گھر والوں کے ساتھ مزاح
تیسری فصل:...سرکار صلی اللہ علیہ واٰلِہ وسلم کا اپنے صحابہ کرام کے ساتھ مزاح
چوتھی فصل:...سرکار صلی اللہ علیہ واٰلِہ وسلم کا بچوں کے ساتھ مزاح

پہلی فصل: سرکار کے مزاح کی کیفیت

پیارے بھائیو! ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ واٰلِہ وسلم سب سے زیادہ اللہ پاک کا خوف رکھنے اور اس سے ڈرنے والے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: وَاَشَدُّهُمْ لَهُ خَشْيَةً یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلِہ وسلم سب سے زیادہ خوفِ خدا رکھنے والے تھے۔[1]

آپ صلی اللہ علیہ واٰلِہ وسلم کے خُوفِ خدا کا عالم یہ تھا کہ سینۂ مبارکہ سے ہنڈیا کے جیسے ابلنے کی آواز آیا کرتی تھی۔ چنانچہ روایت میں آتا ہے۔ حضرت عبد اللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلِہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلِہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے اور (خوفِ خدا سے) رونے کی وجہ سے آپ کے سینۂ مبارکہ سے ہنڈیا کے ابلنے جیسی آواز آرہی تھی۔[2]

علامہ محمد بن علان شافعی رحمۃ اللہ علیہ اِس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: حضور نبی رحمت، شفیع اُمَّت صلی اللہ علیہ واٰلِہ وسلم کے سینہ مبارکہ سے خوفِ خدا کے سبب رونے سے پیدا ہونے والی آواز اللہ پاک کے ڈر اور عظیم خوف سے پیدا ہونے والی چیز ہے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلِہ وسلم کو آپ کے والد ماجد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے وراثت میں ملی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں منقول ہے کہ ان کے سینے سے (خوف خدا کے سبب نکلنے والی) آواز ایک میل دور تک سنائی دیتی تھی۔[3]

---

(1)...بخاری، کتاب الاعتصام...الخ، باب ما یکرہ من...الخ، جلد: جز: 9، صفحہ: 97، حدیث: 7301۔
(2)...ابوداود، کتاب الصلاۃ، باب البکاء فی الصلاۃ، جلد: 2، صفحہ: 173، حدیث: 904۔
(3)... دلیل الفالحین، باب فی فضل البکاء...الخ، جلد: 4، صفحہ: 366، زیر حدیث: 5450۔

اس قدر خوفِ خدا رکھنے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی زندگی کا ایک بہت ہی خوبصورت ترین وصف صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ موقع محل کے حساب سے مزاح کرنا بھی تھا، آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم موقع محل کے حساب سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مزاح کیا کرتے تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم مزاح میں بھی حق بات ہی ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اَلْمِزَاحُ بِمَا يَحْسُنُ مُبَاحٌ، وَقَدْ مَزَحَ النَّبِيُّ فَلَمْ يَقُلْ اِلَّا حَقًّا یعنی مزاح کرنا مباح ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم بھی کبھی کبھار مزاح فرمایا کرتے تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم حق کے سوا کچھ نہیں کہتے تھے۔ (1)

ایک اور روایت میں ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم آپ ہم سے مزاح فرماتے ہیں؟ ارشاد فرمایا: اِنِّي لَا اَقُولُ اِلَّا الْحَقَّ یعنی میں اگرچہ تم سے مزاح کرتا ہوں لیکن حق بات کے سوا کچھ نہیں کہتا۔ (2)

انسان کی فطرت میں یہ بات ہے کہ وہ مسلسل ایک کام کی وجہ سے اُکتا جاتا ہے اس لیے نشاط ضروری ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: رَوِّحُوا الْقُلُوبَ سَاعَةً بِسَاعَةٍ یعنی کبھی کبھار دلوں کو (اچھی باتوں کے ذریعے) آرام دے لیا کرو۔ (3)

اس لیے آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ اس لیے مزاح کیا کرتے تھے تاکہ ان حضرات، خادمانِ مصطفیٰ کو نشاط بھی حاصل ہو جائے اور ان کی

---

(1)...الآداب الشرعیہ للمقدسی، فصل فی حسن الخلق، جلد:2، صفحہ:222۔
(2)...ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی المزاح، جلد:4، صفحہ:357، حدیث:1990۔
(3)...مسند شہاب القضاعی، جلد:1، صفحہ:393، حدیث:672۔

تربیت بھی ہو جائے۔

یہاں یہ بات یاد رہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم کا مزاح فرمانا کسی ایک کے ساتھ خاص نہیں تھا، بلکہ آپ ❁ اپنے گھر والوں کے ساتھ ❁ بچوں کے ساتھ ❁ بوڑھوں ❁ جوانوں ❁ قیدیوں ❁ غلاموں وغیرہا، سب کے ساتھ مزاح فرمایا کرتے تھے۔

دوسری فصل: سرکار صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم کا اپنے گھر والوں کے ساتھ مزاح فرمانا

یہ اس دوڑ کا بدلہ ہے..!!

پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم اپنے اہل خانہ کے ساتھ کس طرح کا مزاح فرمایا کرتے تھے اس کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنا ایک واقعہ خود بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ ایک سفر پر میں نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم کے ساتھ تھی، اس وقت میری عمر زیادہ نہ تھی اور میرا وزن بھی ہلکا تھا، سفر کے دوران پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم نے لوگوں سے فرمایا کہ آپ حضرات آگے چلے جائیں، سب آگے چلے گئے تو حضور صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم نے مجھ سے فرمایا: آؤ، ہم آپس میں دوڑ لگاتے ہیں، دیکھتے ہیں کہ کون آگے نکلتا ہے، چنانچہ ہم دونوں نے دوڑ لگائی، صورت حال یہ ہوئی کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم نے مجھے آگے کر کے جتوا دیا۔

بہر حال اس واقعہ کے ایک عرصہ کے بعد کہ جب میرا وزن کچھ بڑھ گیا اور میں اس دوڑ کے مقابلے کو بھول چکی تھی۔ ایک مرتبہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم کے ساتھ سفر پر جانے کا اتفاق ہوا، راستے میں آپ صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم نے لوگوں سے ارشاد فرمایا: آپ لوگ آگے چلے جائیں، جب سب آگے چلے گئے تو نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم نے مجھ سے فرمایا: آؤ! آپس میں دوڑ کا مقابلہ کرتے ہیں، ہم دونوں نے دوڑ لگائی، اب کی بار نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم نے مجھے پیچھے چھوڑ دیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم نے ہنستے ہوئے ارشاد فرمایا: یہ دوڑ پہلی دوڑ کے بدلے میں ہے (یعنی اب معاملہ برابر ہو گیا)۔ [(1)]

اس حدیث پاک کے تحت امام ساعاتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث پاک

---

(1)...مسند امام احمد، جز:43، صفحہ:313، حدیث:26277۔

سے اپنی زوجہ سے کھیلنا اور اس کے ساتھ اچھائی سے پیش آنا اور مزاح کے طور پر اس سے دوڑ کا مقابلہ کرنا ثابت ہوتا ہے اور یہ چیزیں نبی پاک کی صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم کی سیرت اور آپ کے کمال اخلاق کی نشاندہی کرتی ہیں۔[1]

علمائے کرام لکھتے ہیں: اس حدیث پاک سے نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم کا اپنی بیویوں کے ساتھ کمال ہنسی مزاح اور خوش طبعی کا پتا چلتا ہے۔[2]

دلہن کے لباس جیسا لباس

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کسی نے پوچھا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم مزاح کیا کرتے تھے؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! تو اس بندے نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم کا مزاح کیسا ہوتا تھا، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک دن آپ نے اپنی کسی زوجہ کو کھلے کھلے، ڈھیلے ڈھالے، کپڑے پہنے کے لیے دئے اور فرمایا: پہنو اور اللہ کا شکر ادا کرو، تمہارا دامن اس طرح گِھسٹ رہا ہے، جیسے کسی دلہن کے لباس کا دامن ہو۔[3] (کہ عام طور پر دلہنوں کے کپڑے لمبے لمبے ہوتے ہیں زوجہ محترمہ ڈھیلے ڈھالے کپڑوں پر کچھ کبیدہ خاطر ہو رہی تھیں تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم نے خوش طبعی کرتے ہوئے فرمایا کہ شکر کرو تمہیں دلہن کے کپڑوں جیسے کپڑے پہننے کو مل گئے ہیں)۔

اے ابو تراب اٹھو!

ایک مرتبہ نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف

---

(1)...الفتح الربانی، کتاب الجہاد، جلد:14، صفحہ:127۔
(2)...شرح سنن ابی داود لابن رسلان، جلد:11، صفحہ:273، زیرِ حدیث:2578۔
(3)...تاریخ دمشق، جلد:4، صفحہ:41۔

لائے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا کہ کہاں ہیں؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہانے عرض کیا: میرے اور ان کے درمیان کچھ تلخ کلامی ہو گئی ہے جس کی وجہ سے وہ گھر سے باہر تشریف لے گئے ہیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کچھ کہے بغیر تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے کسی سے کہا کہ دیکھئے علی کہاں ہیں۔ ان صاحب نے حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! وہ مسجد نبوی شریف میں ہیں۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم مسجد تشریف لائے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اس حالت میں لیٹے ہوئے تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی چادر آپ کے جسم سے ہٹی ہوئی تھی جس کی وجہ سے آپ کے جسم کو مٹی لگ رہی تھی، اس منظر کو دیکھ کر نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے مزاح کے طور پر آپ کے جسم سے مٹی جھاڑتے ہوئے فرمایا: قُمْ اَبَا تُرَاب، قُمْ اَبَا تُرَاب یعنی اے مٹی والے کھڑے ہو جاؤ، اے مٹی والے کھڑے ہو جاؤ۔ (1)

اس حدیث پاک کے تحت علما نے لکھا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مزاح کے طور پر اس کنیت سے یاد فرمایا تھا تاکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اس کلام سے خوش ہو جائیں اور ایسا ہی ہوا۔ بلکہ اگر کوئی بھی آپ رضی اللہ عنہ کو اس کنیت سے یاد کرتا آپ رضی اللہ عنہ اس سے خوش ہو جایا کرتے تھے۔ (2)

یہاں ان احباب کو غور کرنے کی حاجت ہے جو منہ بگاڑنے، روکھا پن دکھانے، ہر

---

(1)...بخاری، کتاب الصلاۃ، باب نوم الرجال...الخ، جز:1، صفحہ:96، حدیث:441۔
(2)...التوضیح لشرح الجامع الصحیح، جز:29، صفحہ:135، زیرِ حدیث:6280۔

کسی سے اکھڑ مزاج کے ساتھ پیش آنے، دوسروں کو خوف میں مبتلا رکھنے، کو منصب کے تقاضوں میں شمار کرتے ہیں، ان کا یہ گمانِ فاسد ہوتا ہے کہ کہیں وہ اپنے ماتحتوں کے ساتھ مزاح کی کیفیت اپنائیں گے تو ان کا رعب و دبدبہ جاتا رہے گا اور یوں ماتحت افراد ان کی عزت نہیں کریں گے، حالانکہ ایسا نہیں ہے عزت اسی کے دل میں جاگتی ہے جس سے محبت ہوتی ہے اور محبت خوف سے قائم نہیں کی جاسکتی۔ اللہ پاک ہمیں سمجھ عطا فرمائے۔

تیسری فصل: نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم کا صحابہ کے ساتھ مزاح

کوئی بوڑھیا جنّت میں نہیں جائے گی

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک بوڑھی خاتون نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی، انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم! دعا فرمائیں کہ اللہ پاک مجھے جنّت میں داخل کردے۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم نے اس بوڑھی عورت سے فرمایا: کوئی بوڑھی عورت جنّت میں نہیں جائے گی (یہ آپ نے اس کو مزاح کے طور پر فرمایا تھا) وہ بے چاری روتی ہوئی واپس ہو گئیں۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم نے فرمایا: ان کو جا کر بتاؤ کہ سب جوان ہو کر ہی جنّت میں جائیں گے۔ (1)

پیارے بھائیو! یہ خاتون کون تھیں؟ جنہوں نے پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر دعا کی گزارش پیش کی تھی، اس کے بارے میں وضاحت کرتے ہوئے حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ خاتون جو آقا صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں تھیں وہ آپ کی پھوپھی جان حضرت صفیہ بنت عبد المطلب رضی اللہ عنہا اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ تھیں۔ (2)

اس حدیث پاک کی وضاحت میں کہا گیا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا: ان کو جا کر بتاؤ کہ کوئی بھی بوڑھی حالت میں جنّت میں نہیں جائے گا بلکہ اللہ پاک سب کو جوان کر دے گا اور یہ ہر جنّتی کے بارے میں ہوگا کہ وہ (جنّت میں) تیس سال کی عمر کا (نظر آتا) ہوگا۔ اللہ پاک بہتر جانتا ہے۔ (3)

---

(1)...شمائل ترمذی، باب ماجاء فی صفۃ مزاح...الخ، صفحہ: 197، حدیث: 241۔
(2)...جمع الوسائل، باب ماجاء فی صفۃ مزاح...الخ، جلد: 2، صفحہ: 31۔
(3)...فتح القریب المجیب، جز: 15، صفحہ: 90، زیرِ حدیث: 5720۔

اونٹ کا بچہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ایک شخص نے پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلِہ وسلم سے سواری کے لیے اونٹ مانگا، تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلِہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں! میں تمہیں اونٹنی کا بچہ دوں گا، اس شخص نے عرض کیا کہ میں اونٹنی کے بچے کا کیا کروں گا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلِہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اونٹ بھی تو اونٹنی کا بچہ ہی ہوتا ہے۔ (1)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: کہنے والے کی مراد یہ تھی کہ اس کو ایسا جانور عطا کیا جائے جو سواری کے قابل ہو لیکن جب آقا صلی اللہ علیہ واٰلِہ وسلم نے کہا کہ تجھے اونٹی کا بچہ دیا جائے گا تو انہوں نے خیال کیا کہ شائد چھوٹا بچہ دیں گے اور وہ تو سواری کے قابل ہی نہیں ہوتا اس لیے انہوں نے کہا کہ میں اس بچے کا کیا کروں گا لیکن پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلِہ وسلم نے فرمایا: اونٹ چھوٹا ہو یا بڑا وہ اونٹی کا بچہ ہی تو ہوتا ہے۔ (2)

مزید لکھتے ہیں: آقا صلی اللہ علیہ واٰلِہ وسلم کا یہ کہنا کہ اونٹ بھی تو اونٹنی کا بچہ ہی ہوتا ہے اس کلام سے آپ کا مقصد یہ تھا کہ سامنے والے اس بات کا علم ہو جائے کہ جب کوئی انسان بات کرے تو فوراً اس کو ردّ نہیں کر دینا چاہیے بلکہ اس پر غور و فکر کرنا چاہیے کہ اس نے یہ بات کیوں کی ہے۔ (3)

شرح ابن ابی داود لابن رسلان میں ہے: اس بات سے نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلِہ وسلم نے اس بندے سے مزاح فرمانے کا ارداہ کیا تھا۔ لہٰذا اس حدیث پاک میں اس بات پر

---

(1)...ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی المزاح، جلد:4، صفحہ:357، حدیث:1991۔
(2)...مرقاۃ المفاتیح، جلد:7، صفحہ:3062، زیرِ حدیث:4886۔
(3)...مرقاۃ المفاتیح، جلد:7، صفحہ:3063، زیرِ حدیث:4886۔

دلیل موجود ہے کہ کبھی کبھار مزاح کرنا جائز ہے۔[1]

وہ جس کی آنکھ میں سفیدی ہے؟

حضرت زید بن اسلم رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: حضرت بی بی اُمِّ اَیمن رضی اللہ عنہا بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم میں حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ میرے خاوند آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو یاد کرتے ہیں۔ اِرشَاد فرمایا: کون؟ وہی جس کی آنکھ میں سفیدی ہے؟ انہوں نے عرض کی: اللہ پاک کی قسم! ان کی آنکھ میں کوئی سفیدی نہیں ہے (وہ سمجھیں شاید سرکار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی مراد یہ ہے کہ ان کو کم نظر آتا ہے)۔ ارشاد فرمایا: ہاں۔ اس کی آنکھ میں سفیدی ہے۔ انہوں نے عرض کی: اللہ پاک کی قسم! ان کی آنکھ میں کوئی سفیدی نہیں ہے۔ اِرشَاد فرمایا: کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس کی آنکھ میں سفیدی نہ ہو۔[2]

نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی مراد وہ سفیدی تھی جو آنکھ کے سیاہ حلقے کو گھیرے ہوتی ہے (جبکہ خاتون یہ سمجھیں کہ شاید ان کے آنکھوں کی روشنی چلی گئی ہے)۔[3]

ہاں سارے کے سارے داخل ہو جاؤ

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت میں غزوہ تبوک میں حاضر ہوا، جب کہ آپ چمڑے سے بنے ہوئے سائبان میں قیام پذیر تھے۔ میں نے سلام کیا، تو انھوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا (اندر) آجاؤ میں نے عرض کیا: پورا کا پورا آجاؤں؟ آپ نے فرمایا: ہاں پورے کے

(1)...شرح سنن ابی داود لابن رسلان، جز:19، صفحہ:155، زیرِ حدیث:4999۔
(2)...الفاکہ لابن بکار، جز:1، حدیث:3۔
(3)...شرح سنن ابی داود لابن رسلان، جز:19، صفحہ:160، زیرِ حدیث:5002۔

پورے۔[1]

اس جملے سے حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کا اس طرف اشارہ تھا کہ جگہ کم ہے اس لیے آپ نے مزاحاً ایسا کلام کیا تو اس کے جواب میں پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم نے بھی ایسا ہی جواب عنائیت کیا۔[2]

اے 2 کانوں والے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم نے انھیں (ازراہِ مزاح و شفقت) یَا ذَاالْاُذُنَیْن اے 2 کان والے کہہ کر مخاطب کیا۔ (حالاں کہ ہر شخص کے 2 کان ہی ہوتے ہیں۔)[3]

آپ صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یوں کلام کرنے کی 2 وجہیں ہو سکتیں ہیں (1): یا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم کی ہر بات تَوَجُّہ سے سنتے تھے (2): یا آپ صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم نے ان سے مزاح فرمایا تھا۔[4]

کیا ابھی اونٹ نے سرکشی نہیں چھوڑی؟

حضرت خَوَّات بن جُبیر انصاری رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ کے راستے میں بنی کعب کی عورتوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم کا وہاں سے گزر ہوا تو ارشاد فرمایا: اے ابو عبد اللہ! تمہیں عورتوں سے کیا کام ہے؟

---

(1)...ابو داود، کتاب الادب، باب ماجاء فی المزاح، جلد:7، صفحہ:350، حدیث:5000۔
(2)...شرح سنن ابی داود لابن رسلان، جز:19، صفحہ:159، زیرِ حدیث:5000 مفہوماً۔
(3)...ابو داود، کتاب الادب، باب ماجاء فی المزاح، جلد:7، صفحہ:351، حدیث:5002۔
(4)...المیسر فی شرح مصابیح السنہ، جلد:3، صفحہ:1059، زیرِ حدیث:3673 ماخوذاً۔

انہوں نے عرض کی: یہ عورتیں میرے سرکش اونٹ کے لیے مضبوط رسی تیار کر رہی ہیں۔راوی فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اپنی حاجت کے لیے تشریف لے گئے، جب واپس تشریف لائے تو ارشاد فرمایا: اے ابو عبد اللہ! کیا ابھی تک اس اونٹ نے سرکشی نہیں چھوڑی؟

حضرت خوات رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں شرم کے مارے خاموش رہا، اس کے بعد میں جب بھی آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو دیکھتا تو شرم کی وجہ سے بھاگ جاتا۔

مدینہ منورہ میں آنے کے بعد ایک دن آپ نے مجھے مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو میرے پاس بیٹھ گئے میں نے نماز کو لمبا کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: نماز کو لمبا نہ کرو ہم تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ جب میں نے سلام پھیرا تو ارشاد فرمایا: اے ابو عبد اللہ! کیا ابھی تک اس اونٹ نے سرکشی نہیں چھوڑی؟ میں شرم کی وجہ سے خاموش رہا، آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کے بعد میں (حَسْبِ سابِق) آپ سے بھاگتا رہا، ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم مجھے ملے، اس وقت آپ دراز گوش پر سوار تھے اور آپ نے دونوں پاؤں ایک طرف کئے ہوئے تھے، ارشاد فرمایا: اے ابو عبد اللہ! کیا ابھی تک اس اونٹ نے سرکشی نہیں چھوڑی؟ میں نے عرض کی: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے جب سے میں اسلام لایا ہوں اونٹ نے سرکشی نہیں کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اَللّٰہُ اَکْبَر، اَللّٰہُ اَکْبَر اور دعا دی: اے اللہ! ابو عبد اللہ! کو ہدایت (پر استقامت) عطا فرما۔ (1)

---

(1)... معجم کبیر، جلد: 4، صفحہ: 203، حدیث: 4146 بتصرف قلیل۔

تیرے ماموں کی بہن تیری کیا لگتی ہے..؟؟

روایت میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلِہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے مزاح کرتے ہوئے فرمایا: تیرے ماموں کی بہن تیری کیا لگتی ہے؟[1]

اس غلام کو کون خریدے گا..؟؟

ایک دیہاتی صحابی جن کا نام زاہِر تھا وہ اکثر آپ صلی اللہ علیہ واٰلِہ وسلم کو تحفے بھیجا کرتے تھے۔ ایک روز وہ بازار میں اپنی کوئی چیز بیچ رہے تھے۔ اتفاق سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ واٰلِہ وسلم ادھر سے گزرے، ان کو دیکھا تو بطور مزاح چپکے سے پیچھے سے جاکر ان کو گود میں اٹھالیا اور آواز لگائی کہ اس غلام کو کون خریدتا ہے؟ زاہر نے کہا مجھے چھوڑ دو کون ہے؟ مڑ کر دیکھا تو حضور صلی اللہ علیہ واٰلِہ وسلم تھے۔ حضرت زاہر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلِہ وسلم! مجھ جیسے غلام کو جو خریدے گا نقصان اٹھائے گا۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ واٰلِہ وسلم نے فرمایا: تم خدا کی نظر میں ناکارہ نہیں ہو۔[2]

---

(1)...زاد المسیر فی علم التفسیر، جلد:3، صفحہ:197۔

(2)...مسند امام احمد، جز:20، صفحہ:90، حدیث:12648۔

چوتھی فصل:بچوں کے ساتھ مزاح

اسے کھیلنے دو

حضرت ام خالد بنت سعید رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی خدمت میں اپنے والد کے ساتھ حاضر ہوئی۔ میں نے ایک زرد قمیص پہنے ہوئے تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: سَنَہ سَنَہ۔[1] ام خالد رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: پھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ختم نبوت کی مہر سے کھیلنے لگی (جو آپ کے کمر پر تھی) تو میرے والد نے مجھے ڈانٹا، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اسے کھیلنے دو، پھر آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: تم ایک زمانہ تک زندہ رہو گی اللہ پاک تمہاری عمر خوب طویل کرے، تمہاری زندگی دراز ہو۔ عبد اللہ نے بیان کیا چنانچہ انہوں نے بہت ہی لمبی عمر پائی اور ان کی لمبی عمر کے چرچے ہونے لگے۔[2]

علامہ ابن التین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھ پر یہ بات واضح ہوئی ہے کہ مزاح قول و فعل دونوں سے ہوتا ہے اور مزاح کا مقصد ہوتا ہے دوسرے کا دل بہلانا، اور اس بچی کو مہر نبوت سے کھیلنے کی اجازت دینا یہ اس کا دل بہلانا ہی تھی لہٰذا یہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا اس بچی کے ساتھ عملی مزاح تھا۔[3]

ماشاء اللہ..!! پیارے بھائیو! اس حدیث پاک سے پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا علمِ غیب بھی خود واضح ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے غیب کی خبر دیتے ہوئے

(1)...یہ حبشی زبان میں "اچھا" کے معنی میں ہے۔
(2)...بخاری، کتاب الادب، باب من ترک ...الخ، جز:8، صفحہ:7، حدیث:5993۔
(3)...فتح الباری لابن حجر، جلد:10، صفحہ:425، زیرِ حدیث:5993۔

فرمایا: کہ تم خوب لمبی عمر گزاروگی اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ انہوں نے بڑی لمبی عمر گزاری۔

اے ابو عمیر چڑیا کا کیا ہوا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم ہم میں گھلے ملے رہتے تھے۔ حتی کہ (ایک مرتبہ مزاح میں) میرے بھائی سے کہتے کہ ابو عمیر چڑیا کا کیا ہوا؟ ان کی ایک چڑیا تھی جس سے وہ کھیلتے تھے وہ مرگئی۔ [1]

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کی شرح میں ارشاد فرماتے ہیں:

اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے **(1):** چڑیا پالنا اسے پنجرے میں رکھنا اس سے بچوں کا کھیلنا جائز ہے بشر طیکہ اس کے دانہ پانی آرام کا خیال رکھے **(2):** حرم مدینہ میں شکار کرنا درست ہے ورنہ چڑیا کو پنجرے میں رکھنا بھی حرام ہوتا جیسا کہ حرم مکہ کا حال ہے کہ وہاں نہ تو شکار کرنا درست ہے نہ شکار کو پنجرے وغیرہ میں رکھنا درست **(3):** معلوم بات کا پوچھنا کسی اچھے مقصد کے لیے درست ہے۔ حضور کو خبر تھی کہ چڑیا مر گئی پھر بھی پوچھ رہے ہیں کہ چڑیا کا کیا ہوا؟ **(4):** بچوں سے خوش طبعی کرنا ان کا دل بہلانے کے لیے جائز ہے **(5):** ہم وزن نام بولنا درست ہے، جیسے حضور انور صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم نے فرمایا ابو عمیر، نغیر۔ خیال رہے کہ کبوتر پالنا درست ہے، کبوتر بازی حرام ہے۔ [2]

اے زوینب! اے زوینب!

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم حضرت زینب

(1)...بخاری، کتاب الادب، باب انبساط...الخ، جز:8، صفحہ:30، حدیث:6129۔
(2)...مراٰۃ المناجیح، جلد:6، صفحہ:389۔

بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کھیل رہے تھے اس دوران آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ان کو مزاح کے ساتھ اے زوینب! اے زوینب! کہہ کر پکار رہے تھے۔ (1)

پیارے بھائیو! ان احادیث سے روزِ روشن کی طرح یہ بات واضح ہوگئی کہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہر ایک سے موقع محل کے اعتبار سے مزاح فرمایا کرتے تھے، لہٰذا مزاح بالکلیہ منع نہیں ہے۔ اللہ پاک ہمیں پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(1)...الاحادیث المختارۃ، جلد:5، صفحہ:109، حدیث:1733۔

تیسرا باب: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مزاح کے بارے میں

اس میں چند فصلیں ہیں...!!

پہلی فصل:... صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے مزاح کا جواز

دوسری فصل:... صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا نبی پاک صلی اللہ علیہ والِہٖ وسلم سے مزاح

تیسری فصل:... صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا آپس میں مزاح

چوتھی فصل:... صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا اپنے اصحاب (شاگردوں) کے ساتھ مزاح

پہلی فصل: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مزاح کا جواز

پیارے بھائیو! صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیاں نیکی و اچھائی کا عملی نمونہ ہیں۔ ان محترم ہستیوں کے احوال ❁ تقویٰ و عبادت ❁ زہد و ورع ❁ ریاضت و مجاہدہ کے عملی سانچے میں ڈھلے ہوئے تھے ❁ رقتِ قلب ❁ خشیت الٰہی ❁ گریہ وزاری ❁ خوف ورجاء ❁ جود و سخا ❁ کثرت عبادت وریاضت ❁ خوفِ آخرت ❁ محبت الٰہی ❁ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ❁ اور شوقِ جہاد ان کی سیرت و کردار کے نمایاں اوصاف تھے۔

❁ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بعض اوقات خوفِ خدا سے اس قدر روتے کہ حاضرین سمجھتے کہ آپ خاموش نہیں ہو گے۔[1] ❁ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے چہرہ مبارک پر مسلسل رونے اور آنسوؤں کے جاری رہنے سے دو سیاہ خط بن گئے تھے۔[2] ❁ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تنہائی میں روتے اور جب کسی قبر سے گزرتے تو اتنا روتے کہ داڑھی مبارک بھیگ جاتی۔[3] ❁ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ کئی مرتبہ آپ کو مسجد کے محراب میں بیٹھے خوفِ خدا سے روتے ہوئے، اے میرے رب! اے میرے رب کہتے ہوا سنا گیا۔[4]

لیکن اس کے باوجود ان پاک باز ہستیوں کی زندگیوں پر اگر نظریں ڈالی جائے تو جہاں ❁ خشیت الٰہی ❁ فکر و تدبیر ❁ اخلاق و اوصاف کاملہ کے بحرِ بے کنار کا نظارہ ہوتا ہے وہیں ہم ان کی زندگیوں کے ایک منفرد پہلو کا نظارہ بھی کرتے ہیں اور وہ ہے ہنسی

(1)...ذم الدنیا لابن ابی دنیا، صفحہ:17، حدیث:11 ماخوذاً۔
(2)...مکاشفۃ القلوب، باب الثانی، صفحہ:8۔
(3)...ترمذی، ابوب الزہد، جلد:4، صفحہ:553، حدیث:2308 ماخوذاً۔
(4)...حلیۃ الاولیا، جلد:1، صفحہ:85 ماخوذاً۔

مزاح کرنا۔ کبھی پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم سے تو کبھی آپس میں۔

چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں: كَانَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَبَادَحُونَ بِالْبِطِّيخِ، فَإِذَا كَانَتِ الْحَقَائِقُ كَانُوا هُمُ الرِّجَالَ یعنی آقا صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم کے صحابہ (بطور مزاح) ایک دوسرے کی طرف خربوزہ پھینک کر کھیلا کرتے تھے لیکن جب حقائق میں غور و فکر کی بات آتی تو وہ مردِ میدان تھے۔[1]

خوش رو انسان کی 6 نشانیاں

پیارے بھائیو! پیچھے بیان ہو چکا کہ مزاح فطرت انسانی کا تقاضہ ہے، تو جہاں یہ فطرت انسانی کا تقاضہ ہے وہیں یہ انسان کے خوش رو ہونے کی دلیل بھی ہے۔

حضرت ربیعہ بن عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اَلْمُرُوءَةُ سِتُّ خِصَالٍ یعنی خوش رو انسان کی 6 خوبیاں ہیں جن میں سے 3 حالت اقامت کی ہیں اور 3 حالت سفر کی ہیں، حالت اقامت کی خوبیاں یہ ہیں: (1): تلاوت قرآن (2): مساجد کی آباد کاری (3): مہمان نوازی۔ جب کہ سفری خوبیاں یہ ہیں (4): اپنا زاد راہ اپنے سفر کے ساتھی پر خرچ کرنا (5): اس کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنا (6): اس کے ساتھ گناہ سے بچتے ہوئے ہنسی مزاح کرنا۔[2]

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی تربیت چونکہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم نے فرمائی جو کہ اخلاقِ حسنہ کے جامع تھے، لہٰذا انہوں نے اپنے اصحاب کو بھی اخلاق کی اعلیٰ بلندی پر قائم فرمایا، اسی لیے یہ حضرات سب سے زیادہ خوش اخلاق و خوش رو تھے۔

---

(1)...الادب المفرد، صفحہ: 140، حدیث: 266۔
(2)...شرح السنہ للبغوی، باب المزاح، جلد: 13، صفحہ: 184۔

دوسری فصل: صحابۂ کرام کا نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم سے مزاح کرنا

سارا داخل ہو جاؤں..؟؟

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم کی خدمت میں غزوہ تبوک میں حاضر ہوا، جب کہ آپ چمڑے سے بنے ہوئے سائبان میں قیام پذیر تھے۔ میں نے سلام کیا، تو انھوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا (اندر) آجاؤ میں نے عرض کیا: پورا کا پورا آجاؤں؟ آپ نے فرمایا: ہاں پورے کے پورے۔(1)

اس جملے سے حضرت عوف رضی اللہ عنہ کا اس طرف اشارہ تھا کہ جگہ کم ہے اس لیے آپ نے ازراہ تفنن ایسا کلام کیا تو اس کے جواب میں پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم نے بھی ایسا ہی جواب عنائیت کیا۔(2)

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ممکن ہے کہ حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم کو یہ بات اس لیے کہی ہو کہ آپ کا قد بڑا تھا اور خیمہ چھوٹا اس لیے اس میں جانا آپ کے لیے ممکن نہ تھا یا اس لیے کہ اس میں پہلے سے ہی لوگ زیادہ بیٹھے ہوئے تھے، بہر حال بات جو بھی تھی اس واقعہ سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم کے ساتھ مزاح کرنے کا حال معلوم ہوتا ہے۔(3)

---

(1)...ابو داود، کتاب الادب، باب ماجاء فی المزاح، جلد:7، صفحہ:350، حدیث:5000۔
(2)...شرح سنن ابی داود لابن رسلان، جز:19، صفحہ:159، زیرِ حدیث:5000 مفہوماً۔
(3)...مرقاۃ المفاتیح، جلد:7، صفحہ:3066، زیرِ حدیث:4890 بتصرف قلیل۔

جس آنکھ میں تکلیف نہیں اس طرف سے کھا رہا ہوں

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میری ایک آنکھ میں تکلیف تھی اسی حال میں نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ واصحابہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اس وقت نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم کھجوریں کھا رہے تھے۔ میں نے بھی کھجوریں کھانی شروع کر دیں (حالانکہ جس کی آنکھیں دکھتی ہوں ہو اس کو کھجور نہیں کھانی چاہیے) یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم! آپ دیکھ رہیں کہ صہیب کھجوریں کھا رہا ہے حالانکہ اس کی آنکھیں دکھتی ہیں؟ نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم نے فرمایا: اے صہیب تمہاری آنکھ دکھ رہی ہے اور تم کھجوریں کھا رہے ہو؟ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے فوراً مزاح کے طور پر عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم میری جو آنکھ نہیں دکھتی میں اس طرف سے کھا رہا ہوں۔[1]

چیز تحفہ ہے..!! اس کی قیمت نہیں..!!

حضرت نُعَیمان رضی اللہ عنہ نے کوئی چیز دیکھی جو ان کو اچھی لگی تو انہوں نے وہ ادھار میں خرید لی اور لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم کو تحفہ پیش کر دی، اس کا مالک جب رقم لینے آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم! اس کی رقم ادا کیجئے، آپ صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے یہ چیز ہمیں تحفۃ نہیں دی؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم! چیز ضرور تحفۃ دی ہے، اس کی قیمت نہیں۔[2]

---

(1)...کنز العمال، جلد:3، صفحہ:880، حدیث:9020۔

(2)...تاریخ دمشق، جلد:62، صفحہ:146۔

تیسری فصل: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا آپس میں مزاح

رب کعبہ کی قسم میں آگے نکل گیا

حضرت ابو حارث مرادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اونٹوں کی دوڑ لگائی، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے آگے نکل گئے تو کہنے لگے: رب کعبہ کی قسم میں تم سے آگے نکل گیا۔ پھر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اونٹنی بھگائی اور آگے نکل گئے تو ان کو مزاح کرتے ہوئے مخاطب کیا اور کہا: رب کعبہ کی قسم میں آپ سے آگے نکل گیا۔ (1)

تم نے رات کو روزہ رکھا ہوا ہے؟

ایک مرتبہ حضرت عیینہ بن حصین رضی اللہ عنہ حضرت نُعَیمان رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے کہ میرے لیے دن میں روزہ رکھنا بڑا مشکل کام ہے، حضرت نُعَیمان رضی اللہ عنہ نے مزاح میں ان سے کہا کہ آپ رات کو روزہ رکھ لیا کریں۔

آگے سے حضرت عیینہ بھی بھولے بھالے ثابت ہوئے آپ نے رات کو روزہ رکھ لیا۔ قصہ مختصر کہ ایک مرتبہ رات کے وقت حضرت عیینہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ رات کا کھانا کھا رہے تھے، حضرت عیینہ سے بھی فرمایا کہ آپ بھی کھا لیں تو حضرت عیینہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا روزہ ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رات کو کیسا روزہ؟ حضرت عیینہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رات کو روزہ رکھنا میرے لیے آسان ہے۔ ان کی اس بات پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

---

(1)...کنز العمال، جلد:15، صفحہ:224، حدیث:40681 بتصرف۔

ہنس پڑے اور فرمایا یہ کام ضرور نُعَیمان کا ہو گا یعنی اس نے تمہیں ایسا کہا ہو گا۔[1]

ہمارے لیے کچھ چھوڑا ہی نہیں

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا یکے بعد دیگرے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے آپ رضی اللہ عنہا کو محمد بن جعفر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہ۔ ایک دن ان دونوں کا اس بات پر جھگڑا ہوا کہ کن کے والد زیادہ مرتبے والے ہیں۔ ہر ایک کا یہی موقف تھا کہ میرے والد افضل ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس تنازعہ کو ملاحظہ کیا تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آپ ہی اس مسئلہ کا فیصلہ کر دیں۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں نے عرب کے نوجوانوں میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر اعلٰی اخلاق کا حامل کسی کو نہیں پایا اور بوڑھوں میں ابو بکر رضی اللہ عنہ سے اچھا کسی کو نہیں دیکھا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مزاح کرتے ہوئے: واہ! تم نے ہمارے لیے تو کچھ چھوڑا ہی نہیں۔[2]

---

(1)...نثر الدر فی المحاضرات، جلد:2، صفحہ:103۔
(2)...طبقات الکبریٰ، جلد:4، صفحہ:30-31۔

چوتھی فصل: صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا اپنے شاگردوں سے مزاح

کون ہے جو علم ایک درہم میں خریدے..؟

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: لوگو! علم کو لکھ کر قید کر لو۔ پھر (خود ہی مزاح کرتے ہوئے کتاب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا: کون ہے جو مجھ سے علم کو ایک درہم میں خریدے گا؟[1]

عزّت لینے سے گدھا ہی انکار کرتا ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک شخص کے پاس تشریف لے گئے آپ کے ساتھ ایک اور آدمی بھی تھا، میزبان نے دونوں حضرات کو بیٹھنے کے لیے تکیے فراہم کئے، حضرت علی نے تکیہ قبول کیا دوسرے نے انکار کر دیا، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عزت ملنے سے گدھا ہی انکار کرتا ہے۔[2]

ماں، باپ شریک بھائی کی عجب کہانی

ایک آدمی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سکیورٹی گارڈ کے پاس آیا اور کہا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اطلاع کرو کہ آپ کا باپ شریک اور ماں شریک بھائی دروازہ پر ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے گارڈ سے اس شخص کا حلیہ معلوم کر کے فرمایا: میں نے تو اس کو نہیں پہچانا۔ پھر فرمایا اچھا بلا لو دیکھتے ہیں۔

جب وہ شخص آپ رضی اللہ عنہ کے سامنے پہنچا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو کس

---

(1)...تقیید العلم، صفحہ: 92۔

(2)...مصنف ابن ابی شیبہ، جلد: 5، صفحہ: 234، حدیث: 25587۔

طرح میرا بھائی لگتا ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں آدم اور حوا کا بیٹا ہوں۔ یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہ نے غلام سے فرمایا: اس کو ایک درہم دے دو۔ اس نے عرض کیا آپ رضی اللہ عنہ اپنے ماں اور باپ شریک بھائی کو صرف ایک درہم دے رہے ہیں؟ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر میں اپنے ان سب بھائیوں کو جو آدم و حوا کی اولاد ہیں دینے بیٹھوں گا تو تیرے حصہ میں یہ بھی نہیں آئے گا۔(1)

ہمارا لوٹا گروی نہ ہوتا

حضرت شقیق رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے ایک دوست کے ساتھ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لیے گیا، انہوں نے روٹی اور نمک سے ہماری میزبانی کی۔ میرے دوست نے کہا: اگر پودینہ بھی ہوتا تو زیادہ اچھا تھا۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ باہر گئے اور اپنا لوٹا گروی رکھ کر پودینہ لے آئے۔ جب ہم کھا چکے تو میرے دوست نے کہا: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ قَنَّعَنَا بِمَا رَزَقَنَا یعنی تمام تعریفیں اللہ پاک کے لیے ہیں جس نے ہمیں عطا کردہ رِزق پر قناعت کی توفیق دی۔ تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم موجود رِزق پر قناعت کرتے تو میرا لوٹا گروی نہ ہوتا۔(2)

مجھے خیر کے خالق نے پیدا کیا ہے

ایک مرتبہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خادمہ کو مزاح کرتے ہوئے کہا کہ خَلَقَنِیْ خَالِقُ الْکِرَام وَخَلَقَكِ خَالِقُ اللِّئَام یعنی مجھے خیر کے پیدا کرنے والے نے بنایا اور تجھے شر کو پیدا کرنے والے نے بنایا ہے۔ آپ کا یہ کہنا سن کر اس نے رونا شروع کر دیا

(1)...کتاب الاذکیاء، صفحہ:29۔
(2)...المستدرک، جلد:4، صفحہ:136، حدیث:7146۔

حضرت ابن عمر نے ہنسنا شروع کر دیا(حالانکہ خیر وشر کو پیدا کرنے والا اللہ ہی ہے مگر اس خادمہ کے سمجھنے میں غلطی ہوئی)۔[1]

یہ حدث کیا ہوتا ہے؟

ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے طالب علموں سے مسئلہ بیان کر رہے تھے کہ جب تک حدث واقع نہ ہو(ہوا خارج نہ ہو) بندہ نماز میں ہی رہتا ہے، ایک عجمی شاگرد نے عرض کیا: حضور یہ حدث کیا ہوتا ہے(ان کو عجمی یعنی غیر عربی ہونے کی وجہ سے اس لفظ کی سمجھ نہیں آئی تھی)تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آواز(آپ کی مراد ہوا خارج ہونے کی آواز تھی)اس نے پھر عرض کیا: آواز کیا چیز ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے مزاح کے طور پر منہ سے آواز نکال کر بتایا کہ یہ..!! پھر اس کو سمجھ آیا(کہ آپ کیا کہہ رہے تھے)۔[2]

(1)...کتاب الحمقی والمغفلین، صفحہ:155۔
(2)...اخبار الظراف والمتماجنین، صفحہ:59، رقم:50۔

چوتھا باب: اَسْلاف کے مزاح کے بارے میں

شیطان کی بیوی کا نام کیا ہے..؟؟

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ شیطان کی بیوی کا نام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: میں اس کی شادی میں شامل نہیں تھا۔(1)

داڑھی رات ہی کو پانی میں ڈبو دو..!!

ایک بندے نے امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے داڑھی کے خلال کے بارے میں پوچھا تو آپ نے طریقہ بتاتے ہوئے فرمایا: انگلیوں سے داڑھی کا خلال کر لو اس نے کہا کہ مجھے خوف ہے کہیں داڑھی گیلی ہونے سے نہ رہ جائے۔ آپ نے فرمایا: پھر اس کو رات ہی سے پانی میں ڈبو دینا۔(2)

تم دونوں میں سے شعبی کون ہے..؟؟

ایک دن کوئی خاتون آپ کے پاس مسئلہ پوچھنے کے لیے کھڑی تھی، آپ اس سے گفتگو کر رہے تھے اسی دوران وہاں ایک بندہ آپ سے ملنے کے لیے آیا، کہنے لگا تم دونوں میں سے شعبی کون ہے؟ آپ نے عورت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ شعبی ہے۔(3)

پاؤں کے انگوٹھے سے سحری کرو..!!

ایک مرتبہ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کو سحری کرنے کی ترغیب دے رہے تھے، تو آپ نے ترغیباً ارشاد فرمایا: لوگوں سحری ضرور کیا کرو اگرچہ مٹی پر انگلی رکھ کر اسی کو چاٹ لو، وہاں ایک کم عقل بھی موجود تھا، اس نے حضرت سے کہا: حضور کس انگلی کے

---

(1)...اخبار الظراف والمتماجنین، صفحہ:60-61، رقم:54ملتقطاً۔
(2)...اخبار الظراف والمتماجنین، صفحہ:62، رقم:59۔
(3)...اخبار الظراف والمتماجنین، صفحہ:62، رقم:58۔

ساتھ یہ کام کیا جائے، آپ اس کے ساتھ مزاح کرتے ہوئے اپنے پاؤں کے انگوٹھے کو پکڑا کر کہا: اس کے ساتھ۔[1]

کرائے کا گدھا

ایک بندہ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا، کہنے لگا کہ میں نے پورا آدھا درہم خرچ کرکے گدھا کرائے پر لے کر آپ کے پاس آیا ہوں تاکہ ہم باتیں کریں، آپ نے فرمایا: بقیہ آدھا درہم بھی خرچ کر لو دوبارہ گدھا لو اور یہاں سے چلے جاؤ مجھے تم سے باتیں نہیں کرنی۔[2]

ہڈی نظر آنے لگ جائے

کسی بندے نے آپ سے پوچھا کہ کیا احرام کی حالت میں خارش کی جا سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں کی جاسکتی ہے کوئی حرج نہیں۔ اس نے پھر سوال کر دیا، کتنی کی جاسکتی ہے؟ آپ نے فرمایا: اتنی خارش کرو کہ تمہاری ہڈی نظر آنے لگ جائے۔[3]

تیرا منہ تیرے کپڑوں کی طرف ہو!

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ جب میں کپڑے اتار کر غسل کے لیے نہر میں چلا جاؤں تو میرا منہ قبلہ کی طرف ہونا چاہیے یا کسی اور طرف تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: افضل یہ ہے کہ تیرا منہ تیرے کپڑوں کی طرف ہو تاکہ ان کو کوئی چوری نہ کرلے۔[4]

---

(1)...اخبار الظراف والمتماجنین، صفحہ:61، رقم:55۔
(2)...اخبار الظراف والمتماجنین، صفحہ:62، رقم:62۔
(3)...نثر الدر فی المحاضرات، جلد:2، صفحہ:105۔
(4)...نثر الدر فی المحاضرات، جلد:2، صفحہ:106۔

اللہ آپ کی کمزوری کو طاقت دے

حضرت ربیع رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں ان کی عیادت کے لیے حاضر ہوئے حضرت ربیع رحمۃ اللہ علیہ نے امام صاحب سے کہا اللہ پاک آپ کی کمزوری کو طاقت دے (یعنی اللہ پاک آپ کو صحت دے) امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر اللہ پاک نے میری کمزوری کو طاقت دے دی تو وہ مجھے ہلاک کر دے گی۔ (1)

دوست کے ساتھ مزاح

امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ اپنے ایک دوست سے پوچھا، کیا تم کسی خاص کھانے کی خواہش رکھتے ہو، اس نے اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ مجھے فلاں کھانا کھانے کی خواہش ہے، امام صاحب نے کہا چلو اُٹھو پھر میرے ساتھ چلو، دوست حضرت کا دل باغ باغ ہو گیا کہ آج جی بھر کر اپنی پسند کا کھانا کھاؤں گا، مگر یہ کیا ہوا، گھر جا کر امام صاحب نے ان کے سامنے روٹی، نمک اور سرکہ رکھ دیا، فرمایا: کھاؤ۔ دوست اب ایک نظر امام صاحب کی طرف دیکھے ایک نظر کھانے کی طرف۔ پھر کہنے لگا۔ یہ وہ کھانا تو نہیں جو میں نے کہا تھا اور آپ نے اس کی حامی بھری تھی۔ امام صاحب نے مزاح کرتے ہوئے فرمایا: میں نے تو یہ کہا تھا کہ کیا آپ کو کوئی خاص کھانا کھانے کی خواہش ہے آپ نے اس خواہش کو بیان کیا۔ میں نے کہا چلیں میں آپ کو کھانا کھلاتا ہوں۔ اس میں نے وہی کھانا کھلانے کی حامی کہاں بھری؟ (2)

---

(1)...المراح فی المزاح، صفحہ: 52۔
(2)...اخبار الظراف والمتماجنین، صفحہ: 64-65، رقم: 73۔

امام اعمش اور شاگرد

حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی ہمیشہ امام صاحب سے اکثر ناراض رہا کرتیں رہتی تھیں۔ ایک دن حضرت اعمش نے اپنے ایک شاگرد سے فرمایا کہ تم میری بیوی کے پاس جاکر میرے علمی کمالات کو اس طرح بیان کرو کہ نفرت دور ہو جائے اور وہ میری طرف راغب ہو جائے۔ شاگرد صاحب بہت ہی تفریح پسند اور مسخرہ تھا۔ بیگم صاحبہ کے پاس حاضر ہو کر کہنے لگے کہ مادرِ مہربان! ہمارے شیخ امام اعمش بہت ہی بزرگ اور باکمال محدث ہیں۔ لہٰذا آپ ان کی ❁ چندھی آنکھ ❁ پتلی پنڈلی ❁ کمزور گھٹنے ❁ بغل کی بدبو ❁ منہ کی گندہ دہنی ❁ کھردری ہتھیلیوں کو دیکھ کر ان سے بے رغبتی نہ رکھیے۔

امام اعمش چھپ کر شاگرد کی باتیں سن رہے تھے۔ غصے میں بولے کہ اٹھ! خدا تیرا ناس کرے تو نے میری بیوی پر میرے وہ عیب بھی ظاہر کردیے جن کو وہ نہیں جانتی تھی۔ (1)

آپ کا تشریف لانا بیماری سے بھی سخت ہے

ایک مرتبہ حضرت امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ کسی سبب سے بیمار پڑ گئے، بیماری نے طول پکڑا تو دوستوں کی ملاقاتیں موقوف ہو گئی، لوگ عیادت کے لے حاضر ہونے لگے، اس دوران آپ کا ایک چاہنے والا بھی عیادت کی غرض سے حاضرِ خدمت ہوا۔ اس نے تیمارداری کرتے ہوئے عرض کیا: حضور کیا زندگی میں اس بیماری سے بھی زیادہ کوئی سختی آپ پر آئی ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: آپ کا یہاں تشریف لانا میرے لیے اس بیماری سے بھی

---

(1)...المراح فی المزاح، صفحہ: 51-52۔

سخت ہے۔[1]

حلوا نہیں خریدا

کسی شخص نے حضرت ابراہیم حربی رحمۃ اللہ علیہ سے عید والے دن پوچھا کہ ایک شخص نے عید کی نماز پڑھ لی ہے مگر ابھی تک کوئی میٹھی چیز یا حلوا وغیرہ نہیں خریدا، اس کا کفارہ کیا ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ اُس کی کم عقلی پر مسکرا دیئے اور (مزاح کرتے ہوئے) فرمایا: وہ اللہ کی راہ میں 2 درھم صدقہ کرے۔[2]

گرائمر، باپ کی موت سے بھی سخت

ابن علقمہ نحوی کے پاس اس کے دوست کا بیٹا ملنے کے لیے آیا۔ اس نے کہا کہ اے بھتیجے تمہارے والد کیسے ہیں؟ اس نے کہا کہ وہ تو مر گئے۔ پوچھا کہ کس وجہ سے موت ہوئی؟ لڑکے نے کہا: وَرِمَتْ قَدَمَيْه (پاؤں پر ورم تھا) ابن علقمہ نے کہا: (گرائمر کے اعتبار سے وَرِمَتْ قَدَمَيْه کہنا غلط ہے لہذا وَرِمَتْ قَدَمَيْه کی بجائے) وَرِمَتْ قَدَمَاہ کہو۔

لڑکے نے بات آگے بڑھاتے ہوئے کہا: فَارْتَفَعَ الْوَرَمُ اِلٰی رُكْبَتَاه (کہ ورم گھٹنے تک پہنچ گیا) ابن علقمہ نے کہا: (بیٹا فَارْتَفَعَ الْوَرَمُ اِلٰی رُكْبَتَاه کہنا گرائمر کے اعتبار سے غلط ہے لہذا رُكْبَتَاه کی بجائے) رُكْبَتَه کہو۔ لڑکے نے ابن علقمہ کی اس نوک جھوک سے تنگ آکر کہا: اتنی تو میرے لئے میرے والد کی موت سخت ثابت نہیں ہوئی جتنی یہ گرائمر ہو رہی ہے۔[3]

---

(1)...اخبار الظراف والمتماجنین، صفحہ: 65، رقم: 74 مفصلاً۔
(2)...امراح فی المزاح، صفحہ: 53-54۔
(3)...اخبار الحمقی والمغفلین، صفحہ: 130۔

وہ تو انتقال کر گئے

غالب بن قطان کہتے ہیں کہ ایک دن میں امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گیا اور ان سے ہشام کے بارے میں پوچھا کہ ہشام کی کوئی خبر ہے؟ امام ابن سیرین نے کہا: وہ تو رات انتقال کر گئے۔ غالب کہتے ہیں میں نے انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا۔ دفعتاً امام ابن سیرین ہنس پڑے۔ پھر مجھے پتا چلا کہ انتقال سے انہوں نے رات کو سونا مراد لیا تھا (کہ نیند بھی موت ہی ہے)۔ (1)

مدعی و مدعا علیہ کو پیش کرو..!!

خلیفہ ہارون رشید اور اس کی بیگم زبیدہ میں اختلاف ہو گیا کہ فالودہ زیادہ اچھا ہے یا لوزینہ (بادام کا حلوہ)۔ بات اتنی بڑھی کہ مسئلہ قاضی القضاۃ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی عدالت میں پیش کرنا پڑا۔ امام ابو یوسف نے فرمایا: بغیر مدعی اور مدعا علیہ کے حاضر ہوئے ہو، بھلا میں کس طرح کوئی فیصلہ کر سکتا ہوں۔ لہٰذا فالودہ اور لوزینہ دونوں کھانے میرے سامنے پیش کیے جائیں۔

چنانچہ دونوں ہی کھانے حاضر کیے گئے اور امام ابو یوسف نے ایک مرتبہ فالودہ اور ایک مرتبہ لوزینہ کھانا شروع کیا، یہاں تک کہ جب آدھا آدھا پیالہ دونوں میں سے کھا چکے تو (مزاحاً) فرمایا کہ میں نے آج تک ایسے دلائل پیش کرنے والے مدعی اور مدعا علیہ نہیں دیکھے۔ میں جب چاہتا ہوں کہ ایک کو ڈگری دوں تو دوسرا اپنی دلیل پیش کر دیتا ہے، اس لیے میں اس بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ ہارون رشید امام ابو یوسف رحمۃ

(1)...شرح السنہ للبغوی، باب المزاح، جلد: 13، صفحہ: 184۔

اللہ علیہ کی گفتگو سن کر ہنسا پڑا اور آپ کو 1 ہزار سونے کے سکے پیش کئے۔[1]

کنکریوں کا گلہ بیٹھ جائے

ایک بندہ حضرت عمر بن قیس رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور کہنے لگا، حضرت ایک مسئلہ پوچھنا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: پوچھے۔ اس نے کہا کہ اگر مسجد کی کنکریاں میرے جوتوں، کپڑوں پر لگ جائیں تو کیا حکم ہے؟ (یعنی ان کو جھاڑ دوں یا لگی رہنے دو)۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جھاڑ دو! آگے سے اس نے ایک اور سوال کر ڈالا، حضور مسجد سے باہر جھاڑنا شاید درست نہیں۔ آپ نے فرمایا: وہ کیسے؟ کہنے لگا میں نے سنا ہے کہ کنکریاں جب تک واپس مسجد نہ پہچائی جائیں وہ مسلسل چیختی رہتی ہیں۔

حضرت عمر رحمۃ اللہ علیہ نے ہنسی روکتے ہوئے ارشاد فرمایا: پھر انہیں چیخنے دو یہاں تک کہ چیخ چیخ کے ان کا گلہ بیٹھ جائے پھر وہ خود ہی چپ ہو جائیں گی۔ وہ بندہ حیران ہو کر بولا: اللہ اکبر! کنکریوں کا بھی کوئی گلا ہوتا ہے؟ تو حضرت عمر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: دیوانے اگر گلا نہیں ہوتا تو پھر چیختی کیسے ہیں؟[2]

مولانا جامی اور اناڑی شاعر

مولانا عبد الرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ علم و کمال کے ساتھ ساتھ میدانِ شاعری کے بھی بہت بڑے شہسوار تھے۔ ایک دن ایک اناڑی شاعر اپنا دیوان لے کر آپ کے پاس آیا اور آپ کو اپنا کلام سنانے لگا۔ بڑی دیر تک وہ اپنے بے تکے اشعار سنا سنا کر آپ کی سمع خراشی کرتا رہا اور آپ ناگواری کے باوجود اس کی دل جوئی کے لیے خاموش بیٹھے رہے۔

---

(1)...مستطرف، الباب الخامس والثلاثون...الخ، صفحہ: 187 مفصلاً۔
(2)...شرح لامیۃ العجم، صفحہ: 53۔

پھر وہ کہنے لگا: حضور میں اس دیوان کو سفرِ حج میں بھی ساتھ لے گیا تھا۔ اس کو غلافِ کعبہ میں کچھ دیر رکھنے کے بعد حجرِ اسود سے بھی مس کر کے لایا ہوں۔

یہ سن حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ کا پیمانۂ صبر چھلک پڑا۔ آپ نے نہایت سنجیدگی سے فرمایا: ایک کسر رہ گئی۔ کاش کہ تم نے اس دیوان کو زم زم شریف کے کنویں میں بھی غوطہ دے دیا ہوتا تو بڑا ہی اچھا ہوتا کہ یہ دھل کر بالکل صاف ہو جاتا۔ (1)

مولانا جامی اور مہمل گو شاعر

اسی طرح مولانا جامی کا ایک واقعہ اور بھی ہے کہ ایک شاعر آپ کے پاس آکر اپنی بے تکی شاعری سنانے لگا۔ آپ اخلاقاً صبر کے ساتھ اس کے اشعار سنتے رہے، پھر اس نے فخریہ لہجے میں کہا کہ رات خواب میں حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت ہوئی اور انہوں نے میرے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے، وہ تمہارے منہ پر تھوکنے کے لیے آئے تھے، تم نے منہ کھول دیا اور تھوک تمہارے منہ میں چلا گیا۔ (2)

تمہارے غزل کے ساتھ تمہیں بھی لٹکا دینا چاہیے

ایک مرتبہ ایک شاعر آپ کی خدمت میں آیا، اس نے اپنی بے تکی غزل آپ کو سنائی، مولانا خاموشی سے سنتے رہے، پھر کہنے لگا: میرا دل ہے کہ میں اپنی اس غزل کو شہر کے دروازے کے ساتھ لٹکا دوں تاکہ لوگوں میں اس کی شہرت ہو جائے۔

اب کی بار مولانا نے خاموشی توڑی اور فرمایا: صرف غزل لٹکانے سے کیا ہو گا؟

---

(1)...حیاتِ مولانا جامی، صفحہ:26 بتصرف۔
(2)...حیاتِ مولانا جامی، صفحہ:25 بتصرف۔

لوگوں کو کیسے پتا چلے گا کہ یہ شاہکار آپ کے ہاتھوں تخلیق ہوا ہے۔ یوں کرتے ہیں غزل کے ساتھ ساتھ آپ کو بھی لٹکا دیتے ہیں۔(1)

کبیر سے تو بہتر ہے

ایک مرتبہ حضرت قاضی حمید الدین ناگوری، شیخ برہان الدین اور قاضی کبیر رحمۃ اللہ علیہم گھوڑوں پر سوار کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ جس گھوڑے پر بیٹھے تھے وہ کچھ چھوٹا تھا اسی وجہ سے وہ ساتھ والے گھوڑوں کے مقابلے میں سست روی سے چل رہا تھا، حضرت قاضی کبیر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: آپ کا گھوڑا صغیر (چھوٹا) ہے، حضرت حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ نے مزاح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: مگر کبیر سے تو بہتر ہے، اس جواب سے قاضی کبیر رحمۃ اللہ علیہ شرمندگی سے خاموش ہو گئے۔(2)

چھت سجدہ نہ کر دے

ایک عالمِ دین ایک کرائے کے مکان میں رہائش پذیر ہو گئے، مکان بہت خستہ حالت کا تھا، چھت کی کڑیوں سے ہر وقت چڑچڑانے کی آواز آتی رہتی تھی۔ جب مالک مکان کرایہ لینے آیا تو عالم صاحب نے چھت کی مرمت کا کہا۔ مالک مکان نے جواب دیا کہ یہ چھت اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتی ہے، اس لیے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ عالِم صاحب جو زندہ دل اور تفریح پسند تھے، فوراً ہنس پڑے اور کہا کہ تسبیح پڑھنے میں تو کوئی حرج نہیں، لیکن اگر تسبیح پڑھتے پڑھتے چھت پر رقت طاری ہو جائے اور وہ سجدے میں چلی

(1)...حیاتِ مولانا جامی، صفحہ:25۔

(2)...روحانی حکایات، حصہ دوم، صفحہ:308۔

گئی تو پھر کیا ہو گا۔[1]

ہاتھ باندھ کر روزہ رکھ..!!

ایک شخص ایک مفتی صاحب کے پاس فتویٰ لینے کے لیے آیا اور کہا کہ میں نے روزہ رکھا تھا پھر روزہ توڑ دیا۔ مفتی صاحب نے جواب دیا اور ساتھ ارشاد فرمایا: تم اس روزہ کی قضا بھی رکھو۔ اس نے کہا کہ جی میں نے قضا کا روزہ رکھا لیکن گھر والوں کے پاس گیا تو ایک لذیذ کھانا پکا ہوا رکھا تھا۔ بے اختیار میرا ہاتھ اس کھانے کی طرف بڑھ گیا اور میں نے کھا لیا۔ مفتی صاحب نے فرمایا کہ دوسرے دن قضا رکھ لو۔ اس نے کہا کہ حضور میں نے دوسرے دن روزہ رکھا مگر جب گھر میں گیا تو لذیذ قسم کا حلوہ تیار کر کے رکھا ہوا تھا۔ پھر میرا ہاتھ اس پر پہنچ گیا اور میں نے اس میں سے کھا لیا۔ مفتی صاحب ذرا ظریف مزاج کے تھے۔ ہنستے ہوئے جواب دیا کہ اب تمہارے بارے میں یہ فتویٰ ہے کہ تم اپنا ہاتھ اپنی گردن میں باندھ کر روزہ رکھا کرو تا کہ تمہارا ہاتھ کھانے کی طرف بڑھنے نہ پائے۔[2]

ایک دلچسپ فتویٰ

ایک مسخرے نے کسی حاضر جواب اور خوش طبع مفتی سے یہ سوال کیا کہ نماز جنازہ عموماً میدانوں میں ہوا کرتی ہے تو اگر نماز جنازہ میں سجدہ سہو کرتے وقت کانٹا پیشانی میں چبھ جائے تو نماز کی حالت میں کس طرح اس کو نکالنا چاہیے؟ مفتی صاحب نے برجستہ جواب دیا کہ اس مسئلہ میں میرا فتویٰ ہے کہ اس کانٹے کو ہاتھ سے ہرگز ہرگز نہ نکالا جائے بلکہ بائیں پاؤں کی چھوٹی انگلی سے اس طرح آہستگی کے ساتھ نکال لو کہ پیشانی

---

(1)...روحانی حکایات، حصہ دوم، صفحہ: 309۔

(2)...روحانی حکایات، حصہ دوم، صفحہ: 310۔

زمین سے اٹھنے نہ پائے۔ ورنہ سجدہ سہو مکروہ ہو جائے گا یہ اور بات ہے کہ اس طرح کانٹا نکالنے میں شاید دوبارہ وضو کی حاجت پڑ جائے۔[1]

آپ تو بہت بڑے جلّاد ہیں

ایک مرتبہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے، حضرت سید قناعت علی شاہ صاحب کو ایک دی اور کہا کہ اس کی جلد بندی کروالایئے، سید صاحب فرماتے ہیں: جلد ساز کے پاس جانے کی بجائے میں بازار گیا اور تین پیسے کا سامان خرید کر خود اپنے ہاتھوں سے جلدی بندی کر کے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کتنے میں جلدی ہوئی، تو میں نے عرض کیا: حضور تین پیسے میں، تو آپ نے حیران ہو کر پوچھا کہ صرف تین پیسے میں جلد کیسے تیار ہو سکتی ہے؟ سید صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے ساری بات عرض کر دی تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مزاح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: آپ تو بہت بڑے جلّاد ہیں۔[2] (جلاد پھانسی دینے والے کو بھی کہتے ہیں اور جلد بندی کے ماہر کو بھی)۔

آپ کی ذات آج معلوم ہوئی

ایک مرتبہ ایک سفر میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ آپ کے بہنوئی، اور آپ کے خادم غلام نبی بھی آپ کے ساتھ تھے، آپ کے بہنوئی نے غلام نبی سے پوچھا کہ تمہاری ذات کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ پٹھان، بہنوئی صاحب نے کہا: پھر آپ تو ہمارے بھائی ہوئے۔ پھر کہنے لگے کہ پٹھان تو ہم بھی ہیں آپ کونسے پٹھان ہیں؟

---

(1)...روحانی حکایات، حصہ دوم، صفحہ: 310۔

(2)...امام اہلسنت نمبر، صفحہ: 103

یوں ان سے بار بار سوال کرتے رہے، غلام نبی اس وقت کم عمر تھے اس لیے ان کے بار بار سوال کرنے کی وجہ سے چڑ گئے اور کہا کہ ہم چمڑ (موچی) پٹھان ہیں۔ اس پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بہنوئی صاحب سے مزاح کرتے ہوئے فرمایا: یہ آپ کے بھائی ہیں اور خود کو چمڑ (موچی) پٹھان بتاتے ہیں۔ ہمیں تو آپ کی ذات آج معلوم ہوئی کہ آپ چمڑ (موچی) پٹھان ہیں۔ (1)

بچے کا نام بندوق علی رکھ لیجیے..!!

حضرت عبد المصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت مولانا سید محمد خلیل صاحب قبلہ چشتی امروہی رحمۃ اللہ علیہ جو بلاشبہ دورِ حاضر میں علماء سلف کا نمونہ تھے۔ بہت دل خوش مزاج و ظرافت پسند عالم دین تھے اور مجھ فقیر سے بہت مانوس اور بے تکلف تھے۔ اکثر لطائف و ظرائف سنادیا کرتے تھے۔

ایک مجلس میں قافیہ بندی کا ذکر چھیڑ گیا تو ارشاد فرمایا: ہمارے یوپی کے ایک مولانا صاحب ریاست حیدر آباد کے کسی گاؤں میں تشریف لائے تو دیکھا کہ ایک جگہ بہت سے لوگ فرش پر خاموش بیٹھے ہوئے ہیں اور درمیان میں مٹھائی کے تھال رکھے ہوئے ہیں۔ مولانا صاحب بھی فرش پر بیٹھ گئے۔ بہت دیر انتظار کرنے کے بعد بھی لوگوں کو خاموش ہی پایا۔ ان کو اجتماع کا مقصد معلوم نہ ہوا تو مجبور ہو کر خود مولانا نے اس خاموشی کو توڑا اور فرمایا: حضرات! اللہ کے واسطے مجھے یہ بتایئے کہ آپ لوگ یہاں کیوں جمع ہو کر خاموش بیٹھے ہوئے ہیں اور یہ مٹھائی کیسی اور کیوں رکھی ہوتی ہے؟ یہ سن

(1)...امام اہلسنت نمبر، صفحہ: 102

کر لوگوں نے کہا: غالباً آپ پر دیسی معلوم ہوتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جی ہاں۔ میں یوپی کا باشندہ ہوں۔ تو لوگوں نے بتایا کہ قبلہ یہ رسم تسمیہ خوانی کی مجلس ہے۔ ایک بچے کا نام رکھنے کے لئے برادری کے لوگ جمع ہوتے ہیں۔ نام رکھ لینے کے بعد یہ مٹھائی تقسیم ہو گی۔ مولانا نے فرمایا: ارے بھائی تو پھر لوگ نام رکھتے کیوں نہیں؟ گھنٹوں سے بیٹھے کیا سوچ رہے ہیں؟ چوہدری نے کہا: جنابِ مَن! اس بچے کا نام رکھنے میں بڑی دشواری نظر آرہی ہے۔ مولانا نے فرمایا: کیسی دشواری؟

حاضرین نے کہا کہ یہاں رواج ہے کہ بچے کا نام اس کے باپ اور داد کے نام کے وزن پر رکھا جاتا ہے اور ایسا نام منتخب کیا جاتا ہے جو کہ بالکل نیا ہو۔ مولانا نے کہا کہ اس بچے کے والد کا نام کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: معشوق علی۔ مولانا نے کہا کہ اس کا نام فاروق علی رکھ دیجئے، وزن و قافیہ بالکل برابر ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ یہ نام تو اس کے دادا کا ہے کوئی اس کے ہم وزن دوسرا نام تجویز کر دیجیے! اب مولانا کا قافیہ تنگ ہو گیا۔

بار بار معشوق علی، فاروق علی کی تکرار ذہن میں کرتے رہے کوئی نام ذہن میں نہیں آرہا تھا، اچانک کہنے لگے کہ میرے ذہن میں ایک نام آیا ہے جو آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک کسی نے نہیں رکھا اور اس کا وزن اور قافیہ بھی اس کے باپ دادا کے نام پر ہے۔ لوگوں نے تجسس سے پوچھا حضرت کیا نام تجویز کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: اس کا نام ہو گا: بندوق علی۔

لوگوں نے بگڑ کر کہا: یہ کیا مسخرا پن ہے؟ مولانا نے کہا: اس میں مسخرے پن کی کیا بات ہے؟ کیا لوگوں کے نام شمشیر علی، تیغ علی ہو سکتے ہیں تو بندوق علی کیوں نہیں ہو سکتا؟ حضرت علی کی تلوار ہو سکتی ہے تو بندوق کیوں نہیں۔ اس میں کیا حرج ہے۔ میں

ایک عالم ہوں لہذا فتویٰ دیتا ہوں جس طرح شمشیر علی، تیغ علی نام رکھنا جائز ہے بندوق علی نام رکھنا بھی جائز ہے اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں۔ لوگ خاموش ہو گئے اور مٹھائی کھل گئی، مٹھائی کھانے کے بعد مولانا جانے لگے تو کہا ایک اور نام بھی اسی کے وزن پر میرے ذہن میں آیا ہے وہ بھی سن لو اگر وہ رکھنا ہو تو وہ رکھ لینا۔

لوگوں نے کہا: کونسا۔ مولانا نے ہنستے ہوئے کہا: صندوق علی۔ (1)

(1)...روحانی حکایات، حصہ دوم، صفحہ: 318-320۔

تتمہ بحث

جس میں ہنسی کے حوالے سے مفید معلومات پیش کی گئی ہیں۔

ہنسنے کی تعریف

پیارے بھائیو! ہنسنا کس کو کہتے ہیں اسکی وضاحت کرتے ہوئے علمائے کرام لکھتے ہیں: ہنسنا اس کیفیت کا نام ہے کہ جب لطف و سرور سے چہرہ پھیل جاتا ہے اور دانت ظاہر ہو جاتے ہیں۔ (1)

یعنی ہم کہہ سکتے ہیں کہ ضحک یعنی ہنسنا اس کیفیت کا نام ہے کہ جو بندے کو بہت زیادہ خوشی کی حالت میں ملتی ہے اور پھر وہ اپنی خوشی کا اظہار اپنے چہرے کے تاثرات سے کرتا ہے۔ اور انسان کا بہت زیادہ خوشی ملنے کی کیفیت کے بعد ہنسنا یہ صرف دنیا کے ساتھ خاص نہیں بلکہ کل قیامت والے دن بھی جب مسلمانوں کو اللہ پاک جنّت ملنے اور میں جانے وہاں کی نعمتوں سے لطف اندوز ہونے کی اجازت عطا فرمائے گا تو کفار کے مقابلے میں اللہ پاک کی نعمتوں کے ملنے پر مسلمانوں کی جو کیفیت ہو گی اس کو بیان کرتے ہوئے اللہ پاک قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

وُجُوْهٌ يَّوْمَىٕذٍ مُّسْفِرَةٌۙ۳۸ ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌۚ۳۹ (پارہ:30، عبس:38،39)	ترجمۂ کنزالایمان: کتنے منہ اس دن روشن ہوں گے ہنستے خوشیاں مناتے۔

علامہ نسفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: جو چہرے قیامت والے دن چمک رہے ہوں گے وہ مومنین کے چہرے ہوں گے، ان کے چہروں کا چمکنا یا تو راتوں کو عبادت کرنے کی وجہ سے ہو گا یا وضو کے نشانات کی وجہ سے ہو گا یا اس مہربانی و انعام کے بدلے میں ہو گا جو ان کو راہ خدا میں گرد آلود ہونے کے سبب حاصل ہو گا۔ بہر حال ایسے چہروں کے حامل

(1)...اشرف الوسائل الی فہم الشمائل، صفحہ:318۔

افراد اس دن ہنس رہے ہوں گے اور خوش و خرم نظر آ رہے ہوں گے۔[1]

ہنسنے کا حکم

پیارے بھائیو! ہنسنے کا حکم جاننے سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ ہنسنے کے تین درجے ہیں تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ یہاں کس ہنسی کے ہنسنے کی اجازت کا حکم بیان کیا جائے گا چنانچہ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہنسنے کے 3 درجے بیان فرمائے ہیں: (1): تَبَسُّم (2): ضِحک (3): قہقہہ۔

پھر ان تینوں کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فقہائے کرام کے نزدیک اس طرح ہنسنا کہ صرف دانت ظاہر ہوں آواز پیدا نہ ہو یہ **تبَسُّم** کہلاتا ہے۔ اس طرح ہنسنا کہ تھوڑی آواز بھی پیدا ہو جو خود سنی جائے دوسرا نہ سنے تو یہ **ضِحک** ہے۔ اس طرح ہنسنا کہ زیادہ آواز پیدا ہو کہ دوسرا بھی سنے اور منہ کھل جائے تو یہ **قہقہہ** ہے۔[2]

(نوٹ): یہاں ہم **تبسم** اور **ضحک** کے پر ہی بات کریں گے اور جہاں بھی ہنسنے کا لفظ بیان ہو گا وہاں یا تو **تبسم** مراد ہو گا یا **ضحک**، **قہقہہ** مراد نہیں ہو گا۔

پیارے بھائیو! (خوامخواہ) ہنسنا اچھی بات نہیں ہے،[3] البتہ تعجب خیز مناظر پر ہنسنا مکروہ ہے نہ ہی مروت کے خلاف[4] اور کبھی کبھار ہنسنا دل لگی کرنا یہ برا نہیں ہاں یہ بات

---

(1)...التیسیر فی التفسیر، پارہ:30، سورعبس، زیرِ آیت:38-39، جز:15، صفحہ:225۔
(2)...فتح الباری لابن حجر، جلد:10، صفحہ:504، زیرِ حدیث:6089۔
(3)...مرقاۃ المفاتیح، جلد:5، صفحہ:2119، زیرِ حدیث:3646۔
(4)...تخریج احادیث احیاء للزبیدی، جلد:3، صفحہ:1404۔

بری ہے کہ بندہ بات بات پر ہنسے اور ہنسنے کی عادت ہی بنالے،[1] کیونکہ بہت زیادہ ہنسنا برا ہے اور عزت و منزلت اور اہل علم حضرات کے لیے تو یہ (حد سے زیادہ ہنسنا) بہت ہی برا ہے۔[2]

شیخ طریقت امیر اہلسنت مولانا الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ اپنی کتاب نیکی کی دعوت کے صفحہ 248 تا 249 پر فرماتے ہیں: کِھل کِھلا کر ہنسنا مناسِب نہیں کیوں کہ یہ سنَّت نہیں ہے بلکہ یہ تو شیطان کی جانِب سے ہے۔ جیسا کہ حضرت ابو ہُریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ و اصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَلْقَهْقَهَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ وَالتَّبَسُّمُ مِنَ اللهِ یعنی قہقہہ (کِھل کھلا کر ہنسنا) شیطان کی طرف سے ہے اور مسکرانا اللہ پاک کی طرف سے ہے۔

حضرتِ علّامہ عبدُ الرَّءُوف مَناوی فرماتے ہیں: قہقہے سے مُراد آواز کے ساتھ ہنسنا ہے، شیطان اِسے پسند کرتا ہے اور اُس پر سُوار ہو جاتا ہے جبکہ تَبَسُّم سے مُراد بِغیر آواز کے تھوڑی مِقدار میں ہنسنا ہے۔ یاد رہے! قہقہہ لگانا اگرچہ شیطان کی طرف سے ہے، بُرا بھی ہے اور سنَّت بھی نہیں تاہم گناہ نہیں ہے۔ بِالفرض کسی عالِم صاحِب یا بُزُرگ کو قہقہہ لگاتا پائیں تو اُن کی طرف سے اپنے دل میں ہر گز کسی قسم کا مَیل نہ لائیں۔

نیز مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مسکرانا اچھی چیز ہے (اور) قہقہہ بُری چیز، تَبَسُّم حضور صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ و اصحابہ وسلم کی عادتِ کریمہ تھی (لہٰذا) جب کسی سے

---

(1)...اخبار الحمقیٰ والمغفلین، صفحہ:19 ماخوذاً۔

(2)...فیض القدیر جلد:4، صفحہ:259، زیرِ حدیث:5232۔

ملو مسکرا کر ملو۔[1]

امیر اہلسنت مزید لکھتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم زیادہ خاموشی اختیار کرنے والے اور کم ہنسنے والے تھے۔ حافِظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: احادیثِ مبارَکہ کو جمع کرنے سے جو بات ظاہِر ہوئی وہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم عام طور پر تبسُّم سے زیادہ نہیں ہنستے اور کبھی زیادہ ہو جاتا تو وہ ہنسی ہوتی اور ظاہِر یہی ہے کہ قہقہہ نہ ہوتا۔

اس ساری گفتگو سے یہ بات واضح ہوئی کہ تبسم، ضحک، قہقہہ اصلاً منع نہیں اور اگر کوئی شخص ان تینوں میں کسی بات پر عمل کرے تو گناہ گار نہیں ہو گا۔ البتہ قہقہہ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ناپسند فرماتے تھے جبکہ اکثر تبسم اور کبھی کبھار ضحک بھی فرمایا کرتے تھے۔

لہٰذا جن لوگوں پر بناوٹی تصوف کا غلبہ ہے اور ان کے یہاں تصوف جل بُھن کر منہ سوجھا کر گھومنے اور لوگوں سے بے رخی اختیار کرنے کا نام ہے، وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اس مبارک عمل اور علمائے کرام کے اقوال سے نصیحت حاصل کرے۔

بلکہ ایسوں کے لیے یہ پیغام ہے کہ مسکرائے اور صدقہ کا ثواب حاصل کیجیے جیسا کہ روایت میں آتا ہے: نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: تمہارا اپنے بھائی کے لیے مسکرانا بھی صَدَقہ ہے۔[2]

ہنسنا انسانی فطرت کا حصہ ہے کہ اللہ پاک نے اس کو ہر انسان میں رکھا ہے اللہ پاک قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

---

(1)...نیکی کی دعوت، صفحہ: 248-249۔

(2)...ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی صنائع المعروف، جلد: 4، صفحہ: 339، حدیث: 1956۔

وَ اَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَ اَبْكٰى (پارہ:27،النجم:43) | ترجمہ کنزالایمان: اور یہ کہ وہی ہے جس نے ہنسایا اور رولایا۔

مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک اس دنیا میں جس کو چاہتا ہے ہنساتا ہے اور جسے چاہتا ہے رلاتا ہے۔ یہ صرف انسان کی خاصیت ہے کہ ایک ہی وقت میں اللہ پاک نے اس کو ہنسنے اور رونے کی طاقت دی ہے ورنہ جانوروں میں بعض صرف ہنس سکتے ہیں جیسا کہ بندر اور بعض صرف روسکتے ہیں جیسا کہ بیل۔[1]

ہنسنا چونکہ فطرت کا حصہ ہے اس لیے نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ واصحابہ وسلم بھی ہنستے (مسکراتے) اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بھی ہنسا کرتے تھے۔ بلکہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی تو ان کے بارے میں مروی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ واصحابہ وسلم کے صحابہ ہنستے تھے؟ فرمایا: ہاں! حالانکہ ایمان ان کے دلوں میں پہاڑ سے بڑا تھا اور بلال ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ میں نے صحابہ کو پایا کہ وہ نشانوں کے درمیان دوڑ لگاتے تھے اور ان کے بعض بعض سے ہنسی کرتے تھے جب رات ہوتی تو دنیا سے بے خبر ہو جاتے تھے۔[2]

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: شاید سائل نے وہ حدیث سنی ہوگی کہ زیادہ ہنسنا دل مردہ کرتا ہے تو اس نے سوچا ہوگا کہ حضرات صحابہ کبھی نہ ہنستے ہوں گے وہ حضرات زندہ دل تھے پھر انہیں ہنسی سے کیا تعلق؟ جیسے آج لوگ کہتے کہ ولی وہ ہے جس کے گھر بار بیوی بچے کچھ نہ ہوں دنیا چھوڑ چھاڑ کر جنگل میں رہے۔ مشہور ہے کہ وہ

---

(1)...تفسیر قرطبی، پارہ:23، سورہ نجم، زیرِ آیت:43، جز:17، صفحہ:117۔

(2)...شرح السنۃ للبغوی، باب الضحک، جلد:12، صفحہ:318۔

فقیر کیسا جو پاس رکھے پیسا۔(حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جو جواب دیا اس)جواب کا مقصد یہ ہے کہ ہنسنا حرام نہیں حلال ہے،وہ حضرات وہ ہنسی نہ ہنستے تھے جو دل مردہ کردے یعنی ہر وقت ہنستا رہنا بلکہ وہ ہنسی ہنستے تھے جو دل کو شگفتہ رکھے اور سامنے والے کو بھی شگفتہ بنادے،ان حضرات کے دل ایمان سے بھرے ہوئے تھے ساتھ ہی وہ حضرات شگفتہ دل بھی تھے انکے پاس بیٹھنے والے بھی خوش ہو جاتے تھے۔مزید یہ کہ وہ حضرات دن میں بھاگ دوڑ ہنسی مذاق سب کچھ کرتے تھے تیر اندازی ان کا بہترین مشغلہ تھا مگر جب رات ہوتی تو مصلی ہوتا اور یہ حضرات ہوتے۔اب دعوت،مناجات،عبادات میں مشغول ہوکر دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتے تھے۔ حضرات صحابہ ظاہراً ہنستے تھے باطن کی آنکھ سے روتے تھے،اشباہ(صورتوں)میں فرشی تھے ارواح میں عرشی تھے،بدن سے مخلوق میں تھے دل میں خالق کے ساتھ،یہ ظاہر سب کے ساتھ یہ باطن رب کے پاس،فقراء کے لباس میں بادشاہ تھے ان میں سے ہر صحابی ایسا تھا۔

شیر نر در پوشین برہ اے	آفتابے در لباس ذرہ

یعنی بکرے کی کھال میں شیر ذرہ کے لباس میں سورج رضی اللہ عنہم۔(1)

ہنسنے کے آداب

پیارے بھائیو!مطلقاً ہنسنا منع نہیں ہے البتہ چند آداب ہیں کہ جن کی ہمیں رعایت کرنی چاہیے یہاں ہم ہنسنے کے آداب کو بیان کرتے ہیں۔

(1): تعجب خیز بات پر ہی ہنسنا چاہیے بناوٹی اور تکلف والی ہنسی یعنی جان بوجھ کر ہنسنے

---

(1)...مراۃ المناجیح،جلد:6،صفحہ:322۔

سے بچیں۔

(2):خوامخواہ ہنسنا اچھی بات نہیں کہ یہ غیر سنجیدہ افراد کا شیوہ ہے اور یوں بندے کی ہیبت بھی کم ہوتی ہے۔ بعض افراد نے سنجیدہ رہنے کا مطلب یہ لیا کہ جو ہنسی مزاح کرے وہ غیر سنجیدہ ہے ایسوں کی بارگاہ میں عرض ہے کہ سنجیدہ ہونے کا مطلب منہ پھولا کر رکھنا ہرگز نہیں بلکہ سنجیدہ رہنے کا مطلب یہ ہے کہ بندہ غیر ضروری ہنسی مزاح سے باز رہے وگرنہ بقدر حاجت تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ واصحابہ وسلم نے بھی تبسم فرمایا ہے۔

(3):بات بات پر ہنسنے کی عادت بنالینا یہ یقیناً بُرا اور دل کی سختی کا باعث ہے۔

(4):اہل علم حضرات کو چاہیے کہ اپنا وقار بھی بحال اور شائستگی برقرار رکھیں نہ یہ ہو کہ لوگ حضرت کا چہرہ دیکھ کر خوف زدہ ہو جائیں اور نہ ہی اتنے بے تکلف ہو جائیں کہ سامنے والا آپ کے مرتبے کو بھلا کر احمقانہ حرکتیں شروع کر دے۔

(5):ہنسنے کی اجازت فقط تبسم و ضحک تک کی ہے اگرچہ قہقہہ شرعاً جائز تو ہے البتہ خلافِ سنّت ہے کیونکہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلِہٖ وسلم قہقہہ مار کر کبھی نہ ہنسے۔

(6):ہنسنے سے پہلے یہ دیکھ لیں کہ کیا یہ ہنسنے کا مقام ہے، مثلاً کوئی جنازے میں ہنسنا شروع کر دے تو یقیناً یہ بے وقوفی کی علامت ہے۔

(7):درسِ قرآن و حدیث و دینیات کی تعلیم و تربیت کے وقت بھی ارادۃً نہ ہنسے البتہ معلم کو چاہیے کہ طلبہ میں نشاط باقی رکھنے کے لیے وقتاً فوقتاً کچھ لطف اندوز باتیں کرتا رہے اور اگر درس مسجد میں ہو رہا ہے تو ایسی بات سے پہلے حاضرین میں اعلان کر دے کہ مسجد میں ہنسنے کی اجازت نہیں کہ مسجد میں ہنسنا قبر میں اندھیرا لاتا ہے البتہ اس

بات پر ضرورتاً مسکرانے کی اجازت ہے۔

مسکرانے کے طبی فائدے

مسکراہٹ چہرے کی قدر وقیمت میں اضافے کا باعث ہے۔ اگر یہ کہیں کہ مسکرانے کی بالکل وہی اہمیت ہے جو کسی عمارت کے اندر ایک کھڑکی کی ہوتی ہے تو بالکل غلط نہیں۔ جب ہمارا چہرہ ہنستا مسکراتا ہوتا ہے تو خود بخود ہی دوسرے لوگ ہماری طرف مُتَوَجِّہ ہونے لگتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ ہم سب لوگ خوشی کے متلاشی ہوتے ہیں۔

آیئے ہنسنے کے کچھ طبی فائدے جانتے ہیں: چنانچہ

- مسکرانے سے ہمارے مسلز متحرک رہتے ہیں جن کی کم از کم تعداد بھی 5 سے 53 تک ہوتی ہے۔
- مسکراہٹ سے یہ علم ہوتا ہے کہ ہم زندگی کو مثبت انداز سے دیکھنے کے عادی ہیں، مشکلات کا مقابلہ حوصلے سے کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ کامیاب لوگ ہمیشہ اپنے رویے کو بہتر بنانے اور لوگوں کیساتھ بہترین ڈیلنگ کے لیے مسکراہٹ کو اپنا ہتھیار بناتے ہیں۔
- مسکرانا ہماری صحت کے لیے اچھا ہے، کیونکہ ہم خوش رہنے لگتے ہیں۔ خوشی کا براہ راست تعلق طویل العمری سے ہے۔ ہم جتنا خوش رہیں گے اتنا ہی مطمئن رہیں گے اور یہی اطمینان ہماری زندگی کے طویل سفر کو اور خوشگوار اور طویل بنادے گا۔
- مسکراہٹ تنقید کا بہت اچھا جواب ہے۔ مسکراہٹ آپ پر کی جانے والی تنقید کا موثر اور ٹھوس جواب ہے۔

❀مفت چیز کس کو پسند نہیں ہوتی، بس تو مسکراہٹ بالکل فری ہے اور مسکراتا ہوا چہرہ بیش قیمت ہے۔

❀مسکراہٹ سے آپکو سوشل ہونے میں بہت آسانی ہوتی ہے کیونکہ آپ دنیا سے کٹ کر نہیں رہ سکتے۔ آپ کو سماجی ہونے کے ناطے بات چیت تو کرنا پڑتی ہے۔

❀موجودہ افراتفری کے اس دور میں ہمارا پریشان ہونا بالکل فطری اور لازمی ہے۔ ایسے میں مسکراہٹ ذہنی دباؤ کو کم کرتی ہے۔ چونکہ ہمارے مسلز بھی مسکرانے کی وجہ سے متحرک رہتے ہیں تو دماغ پر بھی زیادہ بوجھ نہیں پڑتا۔

❀مسکرانا بلڈ پریشر بھی کم کرتا ہے کیونکہ دماغ اور دل کی شریانوں کو خون کی سپلائی فراہم رہتی ہے اور بلند فشار خون سے نجات ملنے لگتی ہے۔

❀خود اعتمادی زندگی میں بہت ضروری ہے۔ زندگی میں کچھ اور سیکھنا ضروری ہو یا نہیں خود اعتماد بننا بہت اہم ہے، جس سے آپ مشکل سے مشکل کام بھی آسانی سے کر لیتے ہیں۔ تاہم اسکا ایک حد میں ہونا بہت ضروری ہے۔

❀مسکراہٹ سے دل جوان رہتا ہے اور دل جوان ہو تو سمجھیں زندگی پر لطف اور آپ کا چہرہ ہمیشہ شگفتہ رہے گا۔

❀قوت مدافعت ہمیں بیماریوں سے لڑنے کا حوصلہ عطا کرتی ہے اور مسکرانے سے ہمارا مدافعتی نظام بہتر ہونے لگتا ہے۔(1)

---

(1)...https://dailypakistan.com.pk/01-Feb-2020/

مصادر ومراجع

نمبر شمار	کتاب کا نام	مصنف	مطبوعہ
.1	تفسیر روح البیان	اسماعیل بن مصطفیٰ حقی حنفی	دار الفکر بیروت
.2	تفسیر ابن کثیر	عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر دمشقی	دار الکتب العلمیہ 1419ھ
.3	تفسیر مدارک التنزیل	ابو البرکات عبد اللہ بن احمد نسفی	دار الکلم الطیب 1419ھ
.4	زاد المسیر فی علم التفسیر	عبد الرحمن بن علی جوزی	دار الکتاب العربی 1422ھ
.5	التیسیر فی التفسیر	نجم الدین عمر بن محمد نسفی حنفی	دار اللباب ترکی 1440ھ
.6	تفسیر قرطبی	ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی	دار الکتب المصریہ قاہرہ 1384ھ
.7	تفسیر درج الدرر	ابو بکر عبد القاہر جرجانی	دار الفکر بیروت 1430ھ
.8	المراح فی المزاح	علامہ بدر الدین ابو برکات الغزی	مکتبہ العربیہ دمشق 1239ھ
.9	الفاکہ لابن بکار	امام زبیر بن بکار	....
.10	مرقاۃ المفاتیح	علامہ ملا علی قاری ہندی	دار الفکر بیروت 1422ھ
.11	الاذکار للنووی	علامہ ابو زکریا یحیی بن شرف نووی	دار الفکر بیروت 1414ھ
.12	المواہب اللدنیہ	احمد بن محمد قسطلانی	المکتبۃ التوفیقہ قاہرہ
.13	فتاویٰ ہندیہ	مجدد وقت شہنشاہ اورنگزیب عالمگیر	المکتبۃ الکبریٰ الامیریہ مصر 1310ھ
.14	فتاویٰ رضویہ	شیخ الاسلام امام احمد رضا خان	رضا فاؤنڈیشن
.15	النہر الفائق	سراج الدین عمر بن ابراہیم	دار الکتب العلمیہ بیروت 1422ھ
.16	البحر الرائق	زین الدین بن ابراہیم المعروف بابن نجیم مصری	دار الکتاب الاسلامی

.17	الآداب الشرعیہ والمنح المرعیہ	امام محمد بن مفلح مقدسی	مکتبہ عالم الکتب
.18	مسند امام احمد	امام احمد بن حنبل	مؤسسۃ الرسالۃ 1421ھ
.19	معجم کبیر	سلیمان بن احمد الطبرانی	مکتبہ ابن تیمیہ قاہرہ
.20	معجم صغیر	/////	المکتب الاسلامی بیروت 1405ھ
.21	معجم اوسط	/////	دار الحرمین قاہرہ 1415ھ
.22	صحیح بخاری	امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری	دار طوق النجاۃ 1422ھ
.23	صحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج القشیری	دار طوق النجاۃ بیروت 1433ھ
.24	سنن ابن ماجہ	امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن ماجہ قزوینی	دار الرسالۃ العالمیہ 1430ھ
.25	سنن ترمذی	امام محمد بن عیسی الترمذی	مکتبہ مصطفیٰ البابی مصر 1395ھ
.26	سنن ابی داود	امام ابو داود سلیمان بن الاشعث سجستانی	دار الرسالہ العالیہ 1430
.27	مسند ابن مبارک	امام ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن مبارک	مکتبۃ المعارف ریاض 1407ھ
.28	الصمت وآداب اللسان	امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد المعروف بابن ابی الدنیا	دار الکتاب العربی 1410ھ
.29	ذم الدنیا	////	مؤسسہ الکتب الثقافیہ 1414ھ
.30	مصنف ابن ابی شیبہ	امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ	مکتبۃ العلوم والحکم 1409ھ
.31	الترغیب والترہیب	علامہ عبد العظیم بن عبد القوی المنذری	دار الکتب العلمیہ 1417ھ
.32	شعب الایمان	امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی	دار الکتب العلمیہ بیروت 1421ھ
.33	مستدرک	امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری	دار کالکتب العلمیہ 1411ھ

.34	عمل الیوم واللیلہ	احمد بن محمد دینوری المعروف ابن سنی	دار القبلہ للثقافہ الاسلامیہ جدہ
.35	مسند شہاب	ابو عبد اللہ محمد بن سلامہ قضاعی	مؤسسۃ الرسالۃ 1407ھ
.36	تاریخ دمشق	ابو قاسم علی بن حسن المعروف ابن عساکر	دار الفکر 1415ھ
.37	الاحادیث المختارۃ	ضیاء الدین محمد بن عبد الواحد مقدسی	دار خضر بیروت 1420ھ
.38	الادب المفرد	امام محمد بن اسماعیل بخاری	مکتبۃ المعارف 1419ھ
.39	الزہد	ابو السری ہناد بن السری دارمی	دار الخلفاء 1406ھ
.40	کنز العمال	علاء الدین علی متقی ہندی	مؤسسہ الرسالہ 1405ھ
.41	شمائل محمدیہ	ابو عیسیٰ محمد بن سورۃ ترمذی	مکتبہ تجاریہ 1413ھ
.42	اکمال المعلم بفوائد المسلم	قاضی عیاض مالکی	دار الوفاء 1419ھ
.43	التوضیح لشرح الجامع الصحیح	ابو حفص عمر بن علی المعروف ابن ملقن	دار النوادر دمشق 1429ھ
.44	المیسر فی شرح مصابیح السنہ	فضل اللہ بن حسن تورپشتی	مکتبہ نزار 1429ھ
.45	الفتح الربانی	احمد بن عبد الرحمن الساعاتی	دار احیاء التراث العربی
.46	شرح سنن ابی داود	شہاب الدین ابو العباس احمد بن حسین مقدسی	دار الفلاح مصر 1437
.47	حاشیہ سندی علی ابن ماجہ	نور الدین محمد بن عبد الہادی سندھی	دار الجیل بیروت
.48	سبل السلام شرح بلوغ المرام	محمد بن اسماعیل صنعانی	دار ابن جوزی سعودیہ 1433ھ
.49	فیض القدیر	علامہ عبد الرؤف مناوی	المکتبۃ التجاریہ مصر 1356ھ
.50	بغیۃ الرائد	ابو فضل عیاض بن موسیٰ	دار الذخائر 1439ھ
.51	مراۃ المناجیح (جدید)	مفتی احمد یار خان نعیمی	نعیمی کتب خانہ گجرات

.52	المفاتیح فی شرح المصابیح	حسین بن محمود مظہری حنفی	دار النوادر 1433ھ
.53	دلیل الفالحین	محمد علی بن محمد بن علان شافعی	دار المعرفہ 1425ھ
.54	فتح القریب المجیب	ابو محمد حسن بن علی قاہری	مکتبہ دار السلام 1439ھ
.55	شرح السنۃ	ابو محمد حسین بن مسعود بغوی	المکتب الاسلامی 1403ھ
.56	جمع الوسائل	ملا علی قاری ہندی	مکتبہ شرفیہ 1318ھ
.57	اشرف الوسائل الی فہم الشمائل	شہاب الدین احمد بن حجر ہیتمی	دار الکتب العلمیہ 1419ھ
.58	فتح الباری	ابن حجر عسقلانی	المکتبۃ السلفیہ مصر 1380ھ
.59	تقریب التہذیب	////	دار الرشید سوریا 1406ھ
.60	تہذیب التہذیب	////	دار المعرفہ بیروت 1417ھ
.61	الاصابہ فی تمییز الصحابہ	////	دار الکتب العلمیہ 1415ھ
.62	حلیۃ الاولیا	ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی	مکتبہ سعادۃ 1394ھ
.63	طبقات الکبری	محمد بن سعد ہاشمی بصری	دار الکتب العلمیہ 1410ھ
.64	المغنی عن حمل الاسفار	ابو فضل زین الدین عراقی	دار ابن حزم 1426ھ
.65	تخریج احادیث احیاء	مرتضیٰ زبیدی	دار العاصمہ ریاض 1408ھ
.66	کشف الخفاء	اسماعیل بن محمد عجلونی	مکتبہ القدسی قاہرہ 1351ھ
.67	المدلسین	ابوزرعہ احمد بن عبد الرحیم المعروف ابن عراقی	دار الوفاء 1415ھ
.68	احوال الرجال	ابراہیم بن یعقوب جوزجانی	حدیث اکیڈمی فیصل آباد پاکستان

.69	الکامل فی ضعفاء الرجال	ابو احمد بن عدی جرجانی	دار الکتب العلمیہ 1418ھ
.70	سیر اعلام النبلاء	شمس الدین محمد بن احمد ذہبی	دار الحدیث قاہرہ 1427ھ
.71	تاریخ بغداد	ابو بکر احمد بن علی خطیب بغدادی	دار الکتب العلمیہ 1417ھ
.72	احیاء العلوم	امام محمد بن محمد الغزالی	دار المعرفۃ بیروت
.73	کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب	مولانا الیاس قادری	مکتبۃ المدینہ کراچی
.74	نیکی کی دعوت	////	////
.75	ملفوظاتِ امیر اہلسنت	////	////
.76	گناہوں کے عذابات	المدینۃ العلمیہ	////
.77	فیضان فاروق اعظم	////	////
.78	غیبت کی تباہ کاریاں	////	////
.79	بریقہ محمودیہ	ابو سعید محمد بن محمد خادمی حنفی	مطبع حلبی 1348ھ
.80	شرح ابن ناجی تنوخی	قاسم بن عیسیٰ ناجی تنوخی	دار الکتب العلمیہ بیروت 1428ھ
.81	اخبار الحمقی والمغفلین	جمال الدین ابو فرج عبد الرحمن بن علی جوزی	دار الفکر اللبانی 1410ھ
.82	کتاب الاذکیا	////	مکتبۃ الغزالی
.83	اخبار الظراف والمتماجنین	////	دار ابن حزم 1997ء
.84	مکاشفۃ القلوب	امام محمد بن محمد غزالی	....
.85	نثر الدر فی المحاضرات	منصور بن حسین رازی	دار الکتب العلمیہ 1424ھ

.86	تقیید العلم	ابو بکر احمد بن علی خطیب بغدادی	احیاء السنۃ النبویہ
.87	مستطرف	شہاب الدین محمد بن احمد	عالم الکتب بیروت 1419ھ
.88	حیاتِ مولانا جامی	اسلم جیراج پوری	مطبع احمدی علی گڑھ ہند 1911ء
.89	روحانی حکایات	عبد المصطفیٰ اعظمی	ضیاء القرآن پبلی کیشنز 2004ء
.90	شرح لامیہ العجم	کمال الدین محمد بن موسیٰ	.....

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ؕ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

نیک نمازی بننے کے لیے

ہر جُمعرات بعد نمازِ مغرِب آپ کے یہاں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع میں رِضائے الٰہی کے لیے اچّھی اچّھی نیّتوں کے ساتھ ساری رات شرکت فرمائیے ❁ سُنّتیں سیکھنے سکھانے کے لیے عاشِقانِ رسول کے ساتھ ہر ماہ کم از کم تین دن مَدَنی قافلے میں سَفَر کیجیے ❁ روزانہ اپنے اَعمال کا جائزہ لے کر "**نیک اَعمال**" کا رِسالہ پُر کر کے ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو اپنے یہاں کے شعبۂ اِصلاحِ اَعمال کے ذِمّے دار کو جَمع کروانے کا معمول بنالیجیے۔

میرا مَدَنی مَقۡصد: "مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔"

اِنۡ شَآءَ اللّٰہ الْکَرِیْم۔ اپنی اِصلاح کے لیے رسالہ: نیک اَعمال کے مُطابِق عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لیے سُنّتیں سیکھنے سکھانے کے "**مَدَنی قافِلوں**" میں سَفَر کرنا ہے، اِنۡ شَآءَ اللّٰہ الْکَرِیْم۔

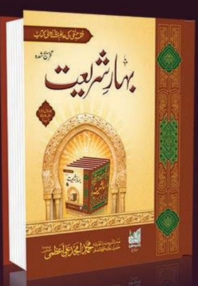

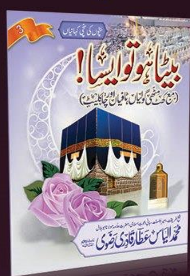

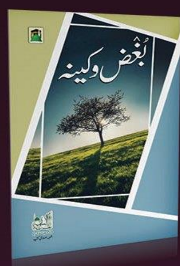

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650
Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net